بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

پند ہا دادیم حاصل شد فراغ
ما علینا یا اخی الا البلاغ

تعزیہ بازی

(مصنف)

حضرت مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب نعیمی رضوی بھاگل پوری

مع اضافۂ جدید

محمد طفیل احمد مصباحی

(ناشر)

غوث الوریٰ اکیڈمی — زیر اہتمام:- الجامعۃ الرضویہ، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

نام کتاب: **تعزیہ بازی**

(تعزیہ و مراسمِ محرم: علما و محدثین کی نظر میں)

مصنف: مولانا حافظ و قاری سہیل احمد نعیمی بھاگل پوری

اضافۂ جدید: محمد طفیل احمد مصباحی

تحقیق و تخریج: محمد طفیل احمد مصباحی

کمپوزنگ: پیامی کمپیوٹر گرافکس مبارک پور Mob:9235647041

سن اشاعت: مارچ: ۲۰۱۴ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی

الجامعۃ الرضویہ، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

...........ملنے کے پتے...........

(۱)- الجامعۃ الرضویہ، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر۔

(۲)- محمد طفیل احمد مصباحی، سبحان پور کٹوریہ، عمرپور، ضلع بانکا (بہار)

(۳)- المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

(۴)- محمد ابرار احمد قادری، ٹی ٹی ہا، ڈھسمل ہاٹ، پورنیہ (بہار)

Mob:-09621219786 – 09322329875

فہرست

عرضِ ناشر

ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت مولانا محمد مسعود رضا قادری دام ظلہ العالی

شعبۂ نشر و اشاعت کی اہمیت و افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہے، کیوں کہ اسی شعبہ کی بدولت ہمارے اسلاف واکابرین کے قلمی اثاثے ہم تک پہنچے ہیں، جنھیں پڑھ کر ہم اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں، اگر یہ شعبہ نہ ہوتا تو ہم اسلاف کے کارنامے اور ماضی کے بہت سارے واقعات واخبار سے محروم ہوجاتے۔

انھیں باتوں کے پیش نظر **الجامعۃ الرضویہ** کلیان کے زیر اہتمام "غوث الوریٰ اکیڈمی کلیان" کا قیام عمل میں آیا تاکہ اس ادارہ سے نشر واشاعت کا کام لیا جائے، بفضلہٖ مولیٰ تعالیٰ بڑی حد تک ہم اپنے منصوبہ میں کامیاب ہیں۔ اس سے قبل ہم ادارہ سے بہت سی کتابوں، رسائلوں اور پمفلٹ کے علاوہ کئی اہم شخصیات کی تصانیف بھی شائع کر چکے ہیں جن میں (۱) نغماتِ بخشش (۲) وسیلۂ بخشش (۳) سبیلِ بخشش (۴) امام احمد رضا اور کنزالایمان (۵) ہجری اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں (۵) نماز مومن کی معراج ہے (۶) سہ ماہی مجلّہ المختار کلیان (۷) امام علم و فن نمبر قابل ذکر ہیں (۸) شخص وعکس (۹) ایصال ثواب کی تحقیق۔

اسی شعبہ کی ایک اہم کڑی "**تعزیہ بازی ہے**" ہے، جس کو سرزمین بھاگل پور کی عظیم علمی وروحانی شخصیت حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد سہیل احمد نعیمی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ مصنف کے حقیقی بھتیجے محب گرامی حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کی اضافی تحریر "مروّجہ تعزیہ اور دیگر مراسمِ محرم: علما و محدثین کی نظر میں" بھی شامل کتاب ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اربابِ علم ودانش اس کتاب کو پسند فرمائیں گے۔

اپیل:- "غوث الوریٰ اکیڈمی نیز الجامعۃ الرضویہ" بیل بازار، مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ والدھونی کلیان جن میں اہل سنت کے دو سو نونہالوں کے آبیاری اور انھیں تعلیم وتربیت سے آراستہ و پیراستہ کا پورا نظم ہے۔ نشر و اشاعت اور تعلیم و تربیت صرف آپ کی مالی تعاون پر منحصر ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ مالی اعانت فرما کر دنیا میں فلاح اور آخرت میں اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

فقط والسلام

محمد مسعود رضا قادری — بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویہ کلیان

کلماتِ خیر

استاذ العلما حضرت علامہ مفتی **محمد ایوب** خاں صاحب قبلہ نعیمی دام ظلہ العالی
مفتی وشیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مراد آباد (یوپی)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بقول "قرآن نے علمِ دین حاصل کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔" جس سے ان کے مرتبے کی بلندی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ عزوجل نے ایسے طلبہ جو بحر علم و اخلاص میں غوطہ زن ہو کر تحصیل علم دین میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کہ دُر ہائے آب دار کو پالیتے ہیں، ان طلبہ کا ذکر "قسم" سے فرمایا ہے۔
شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں: "علمائے ظاہر گویند کہ مراد مراتبِ تکمیل قوتِ علمیہ است، تا آخر۔"

ایسے حضرات بے شمار ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوا۔ **انھیں مردانِ خدا میں حافظ و قاری مولانا محمد سہیل احمد رضوی نعیمی ولد محمد کمال الدین ہیں جو مذکورہ صفات کے بطورِ کمال مصداق تھے۔**

ممدوح نے دو سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) میں تعلیم حاصل کی اور سندِ فضیلت سے مستفیض ہوئے۔ ۱۴ر مئی ۱۹۶۰ء میں بعمر ۲۳ر سال یہاں داخلہ لیا اور ۶ر اپریل ۱۹۶۲ء کو فارغ ہوئے۔

مولانا سہیل احمد نعیمی کو درس دینے پر مجھے فخر و ناز تھا اور آئندہ کافی ان سے امیدیں وابستہ تھیں۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ فراغت کے بعد ناگ پور (مدرسہ عربیہ اور جامعہ امجدیہ) میں مصروف تدریس ہوئے۔

تفسیر ہو یا حدیث، فقہ ہو یا معانی و بیان وغیرہ کتب درسیہ کا ترجمہ اور اس کی تشریح وہ خود کرتے، جہاں کچھ شبہہ ہوتا میں اس کو دور کرتا تھا۔

یہ سب مطالعہ کی گہرائی کا ثمرہ تھا جو آج کے طلبہ میں کم ہوتا جارہا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ بڑی خوبی یہ تھی کہ آواز میں درد تھا، حسن نغمہ کے باعث حمد ونعت شریف پڑھتے تھے تو مجمع کیف وسرور میں جھوم اٹھتا تھا۔ تقریر میں اصلاحی پہلو زیادہ ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ موصوف میرے طلبۂ مفتخر (قابل فخر شاگرد) میں سے ایک تھے۔

عمر نے وفا نہ کی اور جلد ہی خدا کو پیارے ہوگئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے مرقد کو فردوس بنائے، جوارِ رحمت کا شرف حاصل ہو۔

اٰمین بجاہ حبیبہٖ الکریم علیہ وعلیٰ اٰلہٖ الصلوٰۃ والتسلیم.

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ

۲۱/ نومبر ۲۰۱۳ء

تاثرات

حضرت مولانا مفتی ابرار احمد قادری، مرکزی دارالافتا، بریلی شریف (یوپی)

اصلاح معاشرہ کے حوالے ہمارے علمائے اہلِ سنت نے جو علمی، تحقیقی اور لسانی خدمات انجام دی ہیں، ان میں "مروجہ تعزیہ داری" بھی ہے۔ مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے تو اس موضوع پر باضابطہ ایک مستقل رسالہ "أعالي الإفادة في تعزية الهند و بيان الشهادة" کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ امام موصوف کے علاوہ دیگر علمائے اہلِ سنت اب تک مروجہ تعزیہ داری کی قباحت و شناعت پر کتابیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ زیر نظر کتاب "تعزیہ بازی" اس سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔ کتاب کی ترتیب و تہذیب اور تخریج و تذنیب کا کام مولانا محمد طفیل احمد مصباحی نے انجام دیا ہے۔

حضرت علامہ مولانا قاری سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی ہمت و جرأت اور ایمانی حرارت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی ہے اور بلا خوف لومۃ لائم تعزیہ و دیگر مراسم محرم کے بارے میں شرعی موقف کا اظہار فرمایا ہے۔

مولانا قاری سہیل احمد نعیمی سرزمین بھاگل پور کے ایک نامور علمی سپوت ہیں۔ آپ کا جہادِ فکر و قلم حد درجہ قابل قدر اور لائق ستائش ہے، آپ ایک درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔

محب گرامی حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی دام ظلہ سب ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) کی اضافی تحریر "مروجہ تعزیہ: علما و محدثین کی نظر میں" جو اسی کتاب کے اخیر میں ہے، نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔ چچا اور بھتیجا کی مشترکہ تحریر سے کتاب کی اہمیت و معنویت میں چار چاند لگ گیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور مصنف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے اور مولانا طفیل احمد مصباحی کو مصنف کی تمام کتابیں منظر عام پر لانے کی توفیق و حوصلہ عطا فرمائے۔

محمد ابرار احمد قادری

مرکزی دارالافتا، بریلی شریف (یوپی)

مقام ٹی ٹی ہا، پوسٹ ڈھسمل ہاٹ، ضلع پورنیہ (بہار)

مصنف کی مختصر سوانحِ حیات

حضرت مولانا تحسین عالم رضوی بھاگل پوری دام ظلہ

برادرِ اکبر حضرت مولانا حافظ و قاری محمد سہیل احمد نعیمی رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے وقت کے جیّد عالم دین، قوی الذہن حافظ قرآن، قاری خوش الحان، مصلح قوم، مصنف اور مقبول و باوقار خطیب تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۷ء میں ضلع بھاگل پور (بہار) کے مشہور قریہ سجان پور کٹوریہ میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام محمد کمال الدین اشرفی اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی قصیدہ خاتون رضوی تھا۔ آپ کو والدین نے مالی عسرت کے باوجود کمال محنت و مشقت سے تعلیم دلائی۔ آپ نے حفظ قرآن کی تکمیل مدرسہ خیر المدارس عمر پور، ضلع بھاگل پور، بہار میں حضرت حافظ محمد زبیر مرحوم کے زیر نگرانی کی۔ اس وقت اس ادارہ کے بانی و مہتمم شیخ الاسلام حضرت مولانا منور حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تھے۔ حفظ قرآن کا دورہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ میں کیا۔ یہ وہی مدرسہ فیض الغرباء ہے جس کے بانی و مہتمم حضرت علامہ رحیم بخش آروی علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی) ہیں۔ اس کے بعد عربی و فارسی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) تشریف لے گئے اور وہیں سے ۶/ اپریل ۱۹۶۲ء میں درس نظامیہ کے تمام علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کے اساتذۂ کرام میں حضرت مفتی حبیب اللہ بھاگل پوری، اور حضرت مفتی طریق اللہ نعیمی علیہما الرحمہ کے اسما خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہو کر فن تجوید و قراءت کے لیے مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہاں دو سال کی مدت میں قراءت حفص کی تکمیل کر کے اپنے وطن واپس ہوئے۔

تعلیمی فراغت کے بعد درس و تدریس کی پہلی ملازمت مدرسہ عالیہ خانقاہ کبیریہ سہسرام (بہار) میں اختیار کی۔ وہاں آپ نے ایک سال تک تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس دیا پھر وہاں سے مدعو ہو کر جامعہ

عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں مدرس ہو گئے جس کے بانی و مہتمم مولانا مفتی عبد الرشید خاں فتح پوری مرحوم تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد جامعہ کے انتظامی امور میں مہتمم و اساتذہ کے مابین سخت تنازعہ پیدا ہو گیا جس کے سبب یہاں کے ذی استعداد اساتذہ میں مولانا مفتی غلام محمد خاں رضوی، مولانا محمد مجیب اشرف رضوی، مولانا سید محمد حسینی اور مولانا محمد یٰسین صاحبان سمیت قاری سہیل احمد مرحوم بھی جامعہ سے علیحدہ ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں فوری طور پر محلہ گانجہ کھیت ناگ پور میں دار العلوم امجدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ادارہ کرائے کے ایک بڑے مکان میں چلنے لگا اور روز بروز ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ اس وقت راقم الحروف دار العلوم امجدیہ میں ابتدائی درسی کتابیں، ہدایۃ النحو فصول اکبری، نفحۃ الیمن، قلیوبی اور میزان المنطق وغیرہ پڑھتا تھا۔

حضرت مولانا قاری سہیل احمد نعیمی دار العلوم امجدیہ، ناگ پور میں تادمِ حیات باوقار مدرس اور نعل صاحب چوک، ناگ پور کی کھدان والی مسجد میں منصب امامت و خطابت پر فائز رہے۔ آپ جامعہ امجدیہ، ناگپور کے معماروں اور بنیاد گزاروں میں تھے۔ آپ نہ صرف درس و تدریس میں اعلیٰ صلاحیت کے مالک تھے۔ بلکہ خوش الحان قاری بھی تھے۔ گاہے بگاہے ناگ پور ریڈیو اسٹیشن سے آپ کی قراءت قرآن نشر ہوتی تھی۔ اس لیے آپ وہاں خواص و عوام میں "قاری صاحب" کے خطابی نام سے مشہور تھے۔

جامعہ نعیمیہ اور دیگر اداروں میں تحصیل علوم کے دوران رمضان شریف میں ۱۴؍ سال تک بھاگل پور کے محلہ مجاہد پور کی جامع مسجد میں ختم قرآن کی تراویح پڑھاتے رہے۔ آپ کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ کلام اللہ کی تمام متشابہ آیات ہر وقت ذہن میں محفوظ رہتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ درمیان تراویح کسی دوسرے حافظ کو لقمہ دینے (بتانے) کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ شبینہ تراویح میں چند حفاظ کی شمولیت میں بروقت کہیں سے بھی پانچ دس پاروں کا پڑھ دینا آپ کے لیے مشکل امر نہ تھا۔ ایک بار آپ نے بھاگل پور کے ایک گاؤں "لوّا باندھ" کی مسجد میں تنہا پورا قرآن ایک شب کی تراویح میں پڑھ دیا تھا۔ غرض کہ آپ کی قوت حافظہ زبردست اور قابل رشک تھی۔ اس قدر یادداشت کے باوجود تلاوت قرآن کا مشغلہ جاری رہتا۔

آپ جہاں وجیہہ و شکیل خلیق و شفیق نفیس الطبع، اور خواص و عوام میں مقبول و محبوب

تھے، وہیں ایک متصلّب فی الدین، عالم باعمل اور پابندِ تقویٰ و طہارت بھی تھے۔ اپنی اجلی رنگت کے ساتھ اونچی ٹوپی سے لے کر کرتا پاجامہ تک سفید لباس میں عامل بالسنۃ کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے تھے۔ عنّابی رنگ کے عمامہ، شیروانی اور سادہ موزے جوتیوں میں آپ کی شخصیت اور بھی پرکشش ہوتی تھی۔ اپنی بلند قامت کے ساتھ فراخ دست اور فراخ دل بھی تھے، ہر ایک شخص سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اور ملنے والوں کی مہمان داری اور خاطر نوازی کے لیے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ غرض کہ آپ ہر اعتبار سے نیابت رسول کا مظہر تھے۔

مگر بدمذہبوں اور بد عقیدوں سے سخت تنفّر آپ کا طرّۂ امتیاز تھا۔ اعلائے کلمۃ الحق اور حق گوئی و بے باکی میں نہ قوم کی پرواہ کرتے تھے اور نہ ہی کسی فرد کی، جس کے سبب آپ اپنے معاصر علما میں مقبول و محمود تھے۔ آپ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی، اور ان ہی سے آپ کو ۱۹۷۱ء میں خلافت و اجازت بھی حاصل تھی۔ آپ دارالعلوم امجدیہ میں درس و تدریس کے علاوہ جہاں تقریر و خطابت کے سلسلے میں حسب موقع صوبائی پیمانے پر دورہ فرماتے تھے وہیں تصنیف و تالیف سے گہری دلچسپی اور وابستگی بھی رکھتے تھے۔

باصلاحیت عالم و فاضل ہونے کے ساتھ آپ ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ عوام اہل سنت کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے آپ نے ایک درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، آپ کا اسلوب تحریر نہایت واضح، سادہ اور شستہ ہے۔ آپ کی کتابوں سے عالمانہ رنگ صاف جھلکتا ہے اور تحریر میں افہام و تفہیم کا انداز غالب ہے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی علمی و قلمی یادگار ہیں۔

علمی و تصنیفی خدمات:- (۱) منیر الایمان فی فضائل شعبان (حصہ اول و دوم) (۲) تعزیہ بازی، (۳) اقامت بیٹھ کر سننا سنت ہے۔ یہ کتاب آج بھی اعجاز بک ڈپو، کلکتہ سے برابر شائع ہو رہی ہے۔ (۴) فضائل سورۂ اخلاص، (۵) فضائل عاشورا، (۶) کھچڑا پکانا کیسا ہے؟ (۷) بقر عید کے فضائل و مسائل (فضائل قربانی)، (۸) یزید اور یزیدیوں کا انجام، (۹) روزہ چور، (۱۰) کھرّا کھرّی کا مباحثہ۔ (۱۱) دیوبندیوں کی کج فہمی۔ (۱۲) پالن حقانی کی کہانی خود ان کی زبانی، (۱۳) اسہل القرآن، (۱۴) محمدی قاعدہ، (۱۵) مناقبِ اعلیٰ حضرت۔

ان کے علاوہ آپ نے فن صرف و نحو، فقہ اور رد وہابیہ پر بھی متعدّد کتابیں لکھی

تھیں، جن کے مسوّدے طباعت و اشاعت کے بغیر گردش وقت کی نذر ہو گئے۔ ناگ پور میں اپنی مسجد سے ملحق آپ کا ذاتی کتب خانہ تھا جو سیکڑوں درسی و غیر درسی کتابوں کا ذخیرہ تھا، اسی مکتبہ سے اپنی تصنیف و تالیف کی اشاعت کرتے تھے۔ غرض کہ آپ کے اندر اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور قومی و ملی اصلاح کا بے پناہ جذبہ تھا۔

ابھی آپ کو دین کا بہت سا کام کرنا تھا مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور اپنے ایام شباب کے مرحلوں میں ہی مرض گردہ کی تکلیف کا شکار ہو گئے۔ علاج کے لیے ناگ پور کے بڑے ہسپتال میں داخل کیے گئے۔ مگر:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کے مصداق صحت یاب نہ ہو سکے۔ بالآخر میرے منجھلے برادر حافظ محمد عین الحق رضوی انھیں ساتھ لے کر اپنے وطن آ گئے جہاں مقامی علاج بھی صحت کے لیے کارگر نہ ہو سکا۔ ان دنوں آپ کی حالت نہایت کرب ناک تھی، اس دوران بھی آپ کی زبان پر کلمۂ استغفار جاری رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ۲۰/ جنوری ۱۹۸۰ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ بروز پنج شنبہ چاشت کے وقت وفات پا گئے۔ اور یہ سہیل صفت ستارا عالم اسلام میں دین و سنیت کی چمک دمک پھیلا کر غروب ہو گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی شمس الضحیٰ اشرفی (حسین آباد، بھاگل پور) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں عوام و خواص کی کثیر تعداد موجود تھی جن کے لبوں پر موت العالم موت العالم کا سکوت طاری تھا۔ آپ کی اہلیہ سراج النساء رضوی سے صرف ایک دختر پیدا ہوئی تھی جس کا نام ”محمدی بیگم“ رکھا گیا تھا، وہ عالم شیر خوارگی میں ہی انتقال کر گئی تھی۔ ابھی اہلیہ بقید حیات ہیں۔ آپ بستی کے شمالی قبرستان میں حضرت مولانا منور حسین شاہ علیہ الرحمۃ عرف بڑے مولانا کی قبر شریف کے قریب مغربی سمت میں مدفون ہیں۔

تحسین عالم تحسینؔ رضوی

سبحان پور کٹوریہ، وایا عمر پور، ضلع بانکا، بہار

مورخہ: ۱۴/۳/ ۲۰۱۳ء

عرضِ حال

محمد طفیل احمد مصباحی سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

عمّ مکرم حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری قدس سرہ اپنے وقت کے ایک جیّد عالم دین، مایۂ ناز مدرس، قابل قدر خطیب، بے لوث مصلح اور بلند پایہ مصنف تھے۔ آپ کی دینی، علمی، روحانی اور مجاہدانہ زندگی کے واقعات شہر بھاگل پور اور اس کے اطراف و جوانب میں آج بھی مشہور ہیں۔ درسی کتابوں میں جلالین شریف اور شرح جامی وغیرہ پر آپ نے جگہ جگہ مفید اور گراں قدر حواشی تحریر کیے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک بلند عالم و مدرس اور دیدہ ور محقق و محرّر تھے۔ حاشیہ نگاری اور کتب نویسی کا آپ کے اندر فطری ملکہ موجود تھا۔ عمر نے وفا نہ کی اور عمر طبعی سے پہلے ہی دنیا سے چل بسے۔ اگر دس بیس سال تک مزید بقید حیات رہتے تو اپنے سیّالِ قلم کی روشنائی سے علم و حکمت اور تصنیف و تالیف کی کئی ایک دنیا اور آباد کر ڈالتے۔ مگر: مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

چالیس سال کی زندگی پائی، درس و تدریس اور امامت و خطابت کی تمام تر ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک درجن کتابیں لکھ کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہی کیا کم ہے؟

رضویّت اور نعیمیّت کچھار کا یہ شیر قاری سہیل احمد رضوی نعیمی زندگی بھر بدمذہبوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے خلاف گرجتے اور دہاڑتے رہے اور آنکھوں میں آنکھ ڈال کر باطل پرستوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ جہاد بالقلم کے ساتھ جہاد باللسان کا فریضہ زندگی کے آخری ایام تک جاری رکھا۔ استقامت علیٰ الشریعت اور تصلب فی الدین آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ حق کے مقابلے میں کبھی کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ حق گوئی کی بدولت بارہا ابتلا و آزمائش کی نازک گھڑیوں سے گزرے۔ حق گوئی کے جرم میں خود اپنوں نے آپ کو مسجد آنے سے روک دیا۔ ایک بار "مروجہ تعزیہ" کی حرمت و قباحت پر گاؤں (سجان پور کٹوریہ، ضلع بانکا، بہار) میں تقریر کر رہے تھے کہ دورانِ تقریر بھرے مجمع میں آپ پر پھبتیاں کسی گئیں اور آپ کو برا بھلا کہا گیا، مگر دین کا یہ نڈر سپاہی اور بے باک مجاہد انجام کی پرواہ کیے بغیر آخری دم تک اپنی قوم کو حق و صداقت کا سرمدی پیغام سناتے رہے۔

دین کا سپاہی اور ملت کا سچا مجاہد کبھی بزدل نہیں ہو سکتا۔ قاری سہیل احمد مرحوم ہمت و جرأت میں اپنی مثال آپ تھے۔

دیوبندیوں کے محلے میں گھس کر مجمع کو چیرتے ہوئے دیوبندی اسٹیج پہ چڑھ جانا اور دیوبندی مناظر کے ہاتھ سے مائک چھین لینا اور بھرے مجمع میں دیوبندی مناظر کو للکارنا یہ ہمت و جرأت کی انتہا ہے اور دین و سنیت کی خاطر یہ ہمت و جرأت دکھانے والے کوئی اور نہیں بلکہ "مولانا قاری سہیل احمد نعیمی" بھاگلپوری ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب قبلہ، چیف ایڈیٹر ماہ نامہ سنی آواز، ناگ پور، اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلۂ گردوں نوردِ اک مشتِ خاکستر میں تھا

مولانا سید محمد حسینی کے بقول "شہر ناگ پور میں شادی بیاہ اور محرم شریف کے موقع پر جو بدعات و خرافات اور خلاف شرع امور آج سے چالیس سال قبل رائج تھے وہ ہماری اور قاری سہیل احمد نعیمی بھاگل پوری کی مشترکہ جدوجہد سے تقریباً ختم ہو گئے۔"

اللہ رب العزت نے قاری سہیل احمد مرحوم کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ اخلاص و عمل کے پیکر اور اخلاق و کردار میں سنت نبوی کے آئینہ دار تھے۔ احسان و تصوف کے حال آشنا اور اولیا و مشائخ کی بارگاہوں کے ادب شناس تھے۔ صبر و قناعت کے مرقع جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلاف کی روایتوں کے پر جوش امین و مبلغ بھی تھے۔ اور یہ در اصل حضور سرکار مفتی اعظم ہند سے بیعت و خلافت کا کرشمہ اور سلطان الفقہا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بھاگل پوری کی شاگردی کا نتیجہ تھا۔

زیر نظر کتاب "تعزیہ بازی" آپ کی مصلحانہ کاوشوں کی ایک روشن دلیل ہے۔ آپ کی دوسری ضخیم کتاب "منیر الایمان فی فضائل شعبان" حصہ اول و دوم عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ و مولانا محمد مسعود عالم رضوی دام ظلہ العالی کی توجہ خاص سے یہ کتاب "تعزیہ بازی" آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر سے نوازے اور غوث الوریٰ اکیڈمی اور اس کے تمام اراکین کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

محمد طفیل احمد مصباحی
خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)
Mob:-09621219786

نئے سال کا آغاز

آغازِ سالِ نو ہے عیاں غم کا چاند ہے
خنجر بکف فلک پہ محرم کا چاند ہے

نو روز سالِ نو، یہ ہلالِ مہِ جدید
قتلِ عمر خلیفۂ اعظم کا چاند ہے

وقفِ غمِ حسین ہے دنیائے سوز و ساز
غم آفریں مظاہرۂ غم کا چاند ہے

نزد خدا ہے زندۂ جاوید جس کی ذات
یہ ماہِ نو حسین معظم کا چاند ہے

ہیں رویتِ ہلال کے مشتاق اہلِ دید
مہماں فلک پہ آج کوئی دم کا چاند ہے

ہجری کے سالِ نو کا ہے آغاز آج سے
یہ چاند، خاص رحمتِ عالم کا چاند ہے

لہرائے گا پھریرا جہاں میں رسول کا
یہ تاجدارِ بدر کے پرچم کا چاند ہے

یا رب! پیامِ امن و نویدِ نشاط ہو
طالع ہوا جو آج محرم کا چاند ہے

☆☆☆☆☆

تعزیہ بازی

خلافِ اہلِ شریعت ہے تعزیہ بازی
خلافِ اہلِ طریقت ہے تعزیہ بازی
یہ کون کہتا ہے سنت ہے تعزیہ بازی
کچھ اس میں شک نہیں بدعت ہے تعزیہ بازی
نہ مصطفیٰ کی محبت ہے تعزیہ بازی
نہ اہلِ بیت کی الفت ہے تعزیہ بازی
حدوثِ مجمعِ بدعت ہے تعزیہ بازی
تو شک نہیں کہ ضلالت ہے تعزیہ بازی
ہوائے نفس کی طاعت ہے تعزیہ بازی
بڑے گناہوں پہ جرأت ہے تعزیہ بازی
فقیہ کہتے ہیں بدعت ہے تعزیہ بازی
سفیہ کہتے ہیں سنت ہے تعزیہ بازی
جو کہتے ہیں کہ غنیمت ہے تعزیہ بازی
پس ان کی راہزنِ طاعت ہے تعزیہ بازی
یہ کس لیے وہ کہتے ہیں نفس و شیطان پر
ہمیں خدا سے اعانت ہے تعزیہ بازی
تو پھر ہم ان سے کہتے ہیں ہوش میں آؤ
مقامِ گناہ ہے بدعت ہے تعزیہ بازی

سمجھتے حاضر و ناظر امام کو وہاں
تو دیکھو کیسی جہالت ہے تعزیہ بازی
ہوا جو فعلِ ضلالت ،مؤکدہ سنت
تو کس کمال کی بدعت ہے تعزیہ بازی
غلط ہے کب ہے جدال اس میں نفس و شیطاں سے
رضا ہی دونوں کو رغبت ہے تعزیہ بازی
جو سب معاونِ شیطان و نفس اس میں ہیں
تو امرِ دیں کی ہزیمت ہے تعزیہ بازی
جو معصیت کو عبادت سمجھ لیا تو ضرور
دلیلِ گناہ و ضلالت ہے تعزیہ بازی
خلاف شرع پہ تم ایسے عاشق آئے ہو
نئی تمھاری عبادت ہے تعزیہ بازی
رسولِ پاک سے یا آپ کے صحابہ سے
کہیں بھی زیب و روایت ہے تعزیہ بازی
کہو کہیں سلفِ صالح ایسے کہتے ہیں
کہ اعتقادِ امامت ہے تعزیہ بازی
محدثین سے بھی کیا کوئی روایت ہے
کہ کارِ خیر و سعادت ہے تعزیہ بازی
کہو کہیں بھی ملا ہے یہ قول مجتہدین
کہ شانِ حسن حقیقت ہے تعزیہ بازی

کسی سفیؔنہ سے بھی اے سفیؔنہ ثابت ہے
کہ تم کو شرع سے رخصت ہے تعزیہ بازی
اگر جواب اس کا ، کچھ نہیں تو بس سمجھو
یہ محض آپ کی صنعت ہے تعزیہ بازی
اب اس کے بعد کبھی بھول کر نہ کہنا تم
کہ ہم کو موقعِ حلت ہے تعزیہ بازی
بچشمِ دل تو ذرا دیکھ نفس شیطاں کو
کہ ان کی زیرِ حکومت ہے تعزیہ بازی
نمازؔ و روزہؔ و حجؔ و زکوٰۃؔ چھوڑ کے سب
سمجھتے ہیں کہ کفایت ہے تعزیہ بازی
دراز مونچھیں ہیں اور ہے منڈھی ہوئی داڑھی
بہ ایں تغیرِ ہیئت ہے تعزیہ بازی
ہمیشہ ناچ میں جو رنڈیوں کے حاضر تھے
ابھی محلِ اقامت ہے تعزیہ بازی
اِدھر اُدھر ہر اک سال کر کے چندہ جمع
ادائے فرض کی نیت ہے تعزیہ بازی
ہمیشہ دفعِ مصیبت کو حلِ مشکل کو
وجوب نذر ہے منّت ہے تعزیہ بازی
جو کوئی بچہ بھی جنتی ہے حاملہ ان کی
پئے سرورِ ولادت ہے تعزیہ بازی

جو ہوتی ہے کسی بیمار کو شفا حاصل
تو شکرِ نعمتِ صحت ہے تعزیہ بازی
جو نفع ہوتا ہے اموال میں تجارت میں
تو شکرِ نفعِ تجارت ہے تعزیہ بازی
ہزاروں عورتیں مردوں میں جاکے گھستی ہیں
وہ بے حیائی کی صورت ہے تعزیہ بازی
ہر ایک تار میں پردے کے ہیں جو تار نظر
تو کیا ہی کاشفِ عورت ہے تعزیہ بازی
جو شائقین ہیں خوب اپنی آنکھ سینکتے ہیں
سمجھتے ہیں کہ غنیمت ہے تعزیہ بازی
یہ ایسے پاک مہینے میں ایسے فسق و فجور
اور اس پہ ان کی سعادت ہے تعزیہ بازی
سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں عفوِ عصیاں کو
امام کی یہ شفاعت ہے تعزیہ بازی
خدا بچائے ہمیں اس سے کیوں کہ سر تا پا
بڑی ہی ہتکِ عزت ہے تعزیہ بازی
ڈرو خدا سے کرو توبہ ان گناہوں سے
یہ ساری نفس کی شامت ہے تعزیہ بازی
جو معصیت کو عبادت سمجھتے ہو تو عیاں
دلیلِ قربِ قیامت ہے تعزیہ بازی

سعادت اس میں سمجھتے ہیں گناہ و بدعت کو
ہجومِ اہلِ شقاوت ہے تعزیہ بازی
جو راہ یاب نہیں امر و نہی حق اس میں
ہجوم اہلِ ضلالت ہے تعزیہ بازی
دکھائی دیتے ہیں یہ جمع ہو کے دین کے چور
ہجومِ اہلِ خیانت ہے تعزیہ بازی
شریر مل کے یہ پھیلا رہے ہیں دین میں شر
ہجومِ اہلِ شرارت ہے تعزیہ بازی
بہت سا قوم کو سمجھا چکے ہیں ہم اسرآر
نہ چھوڑیں ان کی جہالت ہے تعزیہ بازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ. وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

تعزیہ

لغت میں تعزیہ کے معنی ہیں: تسلی دینا، ماتم پرسی کرنا، ماتم کرنا، یعنی میت کے وارثوں کی ہمدردی کرنا، غم خواری کرنا اور نوحہ وبکا کرنا، سوگ رکھنا، میت کا غم کرنا، سینہ زنی و سینہ کوبی کرنا۔ یعنی سینہ پیٹنا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن آج کل سید الشہدا امام الصابرین حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ اور نقل جو کاغذ اور بانس کی کھپچّیوں اور ابرک کی پنّیوں سے بناتے ہیں، اس کو تعزیہ کہتے ہیں۔

مروجہ تعزیہ داری ناجائز و حرام اور بدعت سیّئہ ہے اور کٹھ ملّوں کی مشابہت اور ان کی اتباع ہے۔ خاص کر سنیوں کا اس میں مبتلا ہونا سخت گناہ اور حرام ہے اور بدعت سیّئہ کی حدیث پاک میں بڑی برائی آئی ہے۔ تعزیہ بنانا اور بنا کر توڑ پھوڑ کرنا اسراف اور فضول خرچی میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسراف اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ تعزیہ داری کے لیے چندہ کرنا کرانا اور چندہ دینا اور دلانا سب ناجائز و حرام ہے۔

ہاں! جس طرح خانۂ کعبہ اور روضۂ منورہ کا فوٹو رکھنا جائز اور باعث ثواب ہے، اسی طرح شہید اعظم حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کا صحیح نقشہ فوٹو رکھنا جائز اور باعث برکت ہے اور یہ رکھنا ناجائز و حرام نہیں ہے۔ لیکن آج کل جو محرم کے مہینہ میں بانس کی کھپچّیوں اور کاغذ اور ابرک کی پنّیوں وغیرہ سے بناتے ہیں، وہ شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کا صحیح نقشہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر جگہ ہر سال نئی نئی تراش اور نئی نئی گڑھت کا تعزیہ بناتے ہیں۔ کسی تعزیہ میں فرضی براق اور کسی میں فرضی پریوں کی

صورتیں بناتے ہیں۔ نیز کہیں کمبل و گھاس پھوس وغیرہ کا تعزیہ بناتے ہیں جو شہید کربلا کے روضہ کی صحیح نقل ہے ہی نہیں۔ اس پر فتن زمانہ میں سید الشہدا کے روضہ کی نقل بانس وغیرہ سے بنانا بھی کٹھ ملّوں کی مشابہت اور اتباع ہے و نیز تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ ہے۔ اور آئندہ اپنی اولاد اور معتقد کے لیے بدعتوں میں مبتلا ہونے کا صحیح اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں شہید اعظم کے روضہ کا نقشہ بانس کی کھپچیوں اور کاغذ ابرک کی پنی وغیرہ سے بنا کر یا بنوا کر رکھنے سے بہت گریز کرنا چاہیے۔ دیکھیے حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ"

تہمت کی جگہوں سے بچو۔

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَقِفْنَ مَوَاقِفَ التُّهَمِ"

جو ایمان لاتا ہو اللہ اور آخرت پر وہ تہمت کی جگہوں پر نہ بیٹھے۔

لہٰذا حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی صحیح نقل بھی بانس کی کھپچیّوں، کاغذ اور ابرک کی پنّیوں وغیرہ سے بنا کر بالکل نہ رکھیں بلکہ شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کا صحیح فوٹو پر ہی قناعت کریں اور اسے بقصدِ تبرک بے آمیزش منہیات (ناجائز چیز کو ملائے بغیر) اپنے پاس یا اپنے گھروں میں رکھیں۔ جس طرح کہ اپنے گھروں میں خانۂ کعبہ اور روضۂ منورہ کے فوٹو رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال:- تعزیہ بنانے میں کیا خرابیاں اور برائیاں ہیں؟

جواب:- تعزیہ بنانے میں بہت سی خرابیاں اور برائیاں ہیں۔ ان میں سے کچھ بیان کی جاتی ہیں۔ تعزیہ بنانا شریعت مطہرہ کے بھی خلاف ہے کیوں کہ اس کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے اور نہ حدیث میں اور نہ فقہ کی کسی کتاب میں ہے اور نہ صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین سے تعزیہ بنانے کا ثبوت ملتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نہ غوث اعظم، نہ خواجہ غریب نواز اور نہ دوسرے اولیائے کرام و علمائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول و فعل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور تعزیہ کی وجہ سے لوگ طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔

نیز تعزیہ بنانا واقعی عقل و دانش میں قبیح اور برا معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ محرم کے پہلے عشرہ میں لوگ بانس کی کھپچّیوں اور کاغذ اور ابرک کی پنّیوں وغیرہ سے طرح طرح کے ڈھانچے بنا کر اس کا نام تعزیہ رکھ دیتے ہیں۔ اور اس کو حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں کہیں تو تخت بنائے جاتے ہیں۔ کہیں ضریح (قبر) بنتی ہے، کہیں علم اور شدّے نکالے جاتے ہیں۔ کہیں ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ کہیں لوگ تعزیہ کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں۔ ایک پر سبز غلاف اور دوسرے پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں اور سبز غلاف والی قبر کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی قبر کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہِ قبر کہتے ہیں۔ نیز لوگ اس کے آگے دست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں، اس کی طرف پشت نہیں کرتے۔ اس کی طرف دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں۔ وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر یہ تصور کر کے فاتحہ دلواتے ہیں کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہ اقدس پر فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر محرم کی نویں تاریخ تک لوگ اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے اس ڈھانچہ کو خوب سجا کر ایک جگہ رکھ دیتے ہیں، اور پھر لوگ اس کو مقدس اور متبرک اور محترم سمجھنے لگتے ہیں۔

کوئی اس کو جھک جھک کر سلام کرتا ہے، کوئی اس کے گرد چکر لگاتا ہے۔ کوئی اس کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے، کوئی اس کے سامنے سجدے میں گرتا ہے۔ کوئی اس ڈھانچہ پر چڑھاوا چڑھاتا ہے، کوئی اس سے منتیں مانگتا ہے ۔کوئی اس پر عرضیاں لٹکاتا ہے۔ کوئی اس کے گرد مرثیہ پڑھتا ہے، کوئی روتا اور چلّاتا ہے، کوئی اس پر ہار پھول ناریل چڑھا کر منتیں مانگتا ہے۔ سونے چاندی کے علَم چڑھائے جاتے ہیں اور کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ تعزیہ کے اوپر آ کر تشریف رکھتے ہیں اور تعزیہ بنانے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔

نیز کوئی اس ڈھانچے سے مرادیں مانگتا ہے۔ کوئی بیٹا مانگتا ہے۔ کوئی اس کو حاجت روا جانتا ہے۔ کوئی اس کے سامنے آ کر زور زور سے ڈھول تاشہ اور باجہ بجاتا ہے اور اس جگہ کو اتنا مقدس اور متبرک سمجھنے لگتے ہیں کہ وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی جوتے پہن کر چلا جائے تو اتنی سختی سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی اتنی سختی سے ممانعت نہیں کرتے۔ بعض لوگ تعزیہ، ڈھول، تاشہ، شدّے وغیرہ کو اتنا متبرک سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کو مسجد یا فنائے مسجد میں رکھتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ساری چیزیں واہیات و خرافات اور ناجائز و حرام ہیں۔ اور جب ناجائز و حرام ہیں تو جہاں بھی رکھیں ناجائز و حرام ہی ہیں۔ اور مسجد یا فنائے مسجد میں ان چیزوں کا رکھنا بدرجہ اولٰی حرام ہیں۔ اسی تعزیہ کے سلسلہ میں کوئی پَیک بنتا ہے۔ جس کے کمر میں گھنگھرو بندھے ہوتے ہیں۔ گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد بدنہاد یا یزید پلید کے پاس جائے گا۔ وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ کوئی اپنے بچوں کو حضرت امام عالی مقام کا فقیر بناتا ہے اور اس کے گلے میں جھولی ڈال دیتے ہیں اور اس سے گھر گھر بھیک منگواتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس سے عمر بڑھتی ہے۔ حالانکہ بغیر مجبوری کے بھیک مانگنا حرام ہے۔

بعض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تعزیہ کے نیچے سے گذرنے سے بلا اور بیماری دور ہوتی ہے۔ چناں چہ بعض لوگ اپنے بچوں کو لے کر تعزیہ کے نیچے سے گذرتے ہیں کہ میری اور میرے بچے کی بلا اور بیماری دور ہو جائے گی۔ کہیں براق بنایا جاتا ہے جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ کہیں دُلدُل بنتا ہے، کہیں بڑی

بڑی قبریں بنتی ہیں۔ کچھ لوگ ریچھ، بندر، لنگور، شیر، چیتا بنتے ہیں اور اچھلتے کودتے ناچتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام، انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت کو اسلام جائز نہیں رکھتا۔ افسوس صد افسوس! کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ اور ایسی بری حرکتیں؟ واقعۂ کربلا تو مسلمانوں کے لیے نصیحت تھا۔ لیکن مسلمانوں نے اسے کھیل تماشہ بنالیا۔ کہیں شب عاشورا میں علَم اور شدّے نکالتے ہیں۔ نیز تعزیہ کو شب عاشورا میں گلی کوچہ میں گشت کراتے ہیں۔

نظر غائر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علَم و شدّے جو نیزوں پر جھنڈوں کی شکل میں ہوتے ہیں غالباً یزیدی فوج کے اس فعل کی نقل ہے جو انھوں نے میدان کربلا میں ظلم و جفا کے پہاڑ توڑنے کے بعد امام الصابرین سید الشہدا حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سر مبارک کو نیزوں پر رکھ کر کوفہ کی گلی کوچوں میں بطور شادیانہ (خوشی) و مبارک بادی گھمایا تھا۔ واللہ تعالیٰ أعلم بحقیقة الحال.

بعض جگہ تعزیہ کے آگے نوحہ اور ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی بھی ہوتی ہے اور اتنے زور زور سے سینہ پیٹتے ہیں کہ سینہ میں ورم ہو جاتا ہے اور سینہ بالکل ٹماٹر کی طرح لال ہو جاتا ہے۔ بعض جگہ زنجیروں سے اور چھریوں سے ماتم بھی کرتے ہیں کہ سینہ سے خون بھی بہنے لگتا ہے۔ بعض جگہ تعزیہ کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور مرثیہ میں غلط سلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں اور اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور چوں کہ اکثر مرثیہ کٹھ ملّوں ہی کے ہیں۔ بعض جگہیں تبرّا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔

نوحہ و ماتم، منھ پیٹنے، گریبان پھاڑنے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "لیسّ منا من ضرب الخدود وشقّ الجیوب ودعیٰ بدعویٰ الجاهلیه." (۱)

---

(۱)۔ (الف) بخاری شریف، کتاب الجنائز، حدیث: ۱۲۹۴، دار الکتاب العربی، بیروت.

(ب) مسلم شریف، کتاب الإیمان، حدیث: ۲۸۵، دار الکتاب العربی، بیروت.

ترجمہ:- وہ ہم میں سے نہیں جو منھ پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جہالت کی باتیں بکے۔

تشریح:- یعنی میت وغیرہ پر منھ پیٹنے والا، کپڑے پھاڑنے والا اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے والا، بے صبری کی بکواس کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں ہے۔ یہ سب کام حرام ہیں۔ ان کا کرنے والا سخت مجرم ہے۔ اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جن کے ہاں سینہ کوبی کرنا اور حرام مرثیہ پڑھنا عبادت ہے۔ اس حدیث پاک کی تائید تو قرآن پاک بھی فرمارہا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (۱)

ترجمہ:- اور خوش خبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔

بہر حال نوحہ و ماتم کرنا، سینہ پیٹنا، منھ پر تھپڑ لگانا وغیرہ وغیرہ ناجائز و حرام ہیں۔

اسی لیے شہدائے کربلا کے اہل بیت اطہار نے زندگی بھر یہ حرکتیں نہ کیں۔ ہاں! میت پر صرف آنسوؤں سے رونا تو جائز ہے اور صبر و شکر کے الفاظ بھی کہنا جائز ہے۔ لیکن اس پر کپڑے پھاڑنا، سر یا سینہ پیٹنا، منھ نوچنا، منھ پر تھپڑ لگانا، بال نوچنا، بال کھولنا، سر پر دھول ڈالنا، چھاتی پیٹنا، ران پر ہاتھ مارنا، اس کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور یہ سب باتیں حرام ہیں۔ کیوں کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔ اور نوحہ حرام ہے۔ زیادتی کے ساتھ میت کی خوبیاں بیان کرنے اور زور سے رونے کو نوحہ اور بین کہتے ہیں۔ اور یہ بالاتفاق حرام ہے۔ یوں ہی واویلاہ وامصیبتاہ! کہ کے چلّانا حرام ہے۔ بعض جاہل مسلمان اظہار غم کے لیے کالا کرتا پہنتے ہیں یا اپنے بازوؤں پر کالے کپڑے کی پٹّیاں باندھ لیتے ہیں۔ کسی کی موت پر خصوصاً اور محرم میں عموماً اسے اظہار غم سمجھتے ہیں۔ یہ حرام ہے۔ اور یہ جاہلیت کے زمانے کا فعل ہے۔

مسلمانو! رنج و غم تو دل سے ہوتا ہے، نہ کہ کالے کپڑے سے۔ اسی لیے تو فقہائے

(۱)-قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۶، پ:۲۔

کرام فرماتے ہیں کہ محرم میں امام الصابرین سید الشہدا حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادگار قائم کرنا، ایصال ثواب کرنا، ان کا ذکر سننا اور سنانے کے لیے مجلس منعقد کرنا باعث ثواب ہے۔ ہاں! اگر اس درمیان میں رونا بھی آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر رونے اور پیٹنے کی غرض سے تعزیت کی مجلس منعقد کرنا حرام ہے کہ میت کے غم کی مجلس صرف تین دن تک منعقد کرسکتے ہیں۔ شہدائے کرام اور حضرت امام عالی مقام و دیگر شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین تو زندہ ہیں۔ اور شہیدوں کی حیات کا گواہ تو قرآن پاک بھی ہے۔ دیکھیے ارشاد ربانی ہے:

بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (۱)

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ یعنی تم کو ان کی زندگیِ پاک کا احساس نہیں ہے اور ان کے عیش و معاد تمھیں نظر نہیں آتے۔ یعنی ان کی زندگی پاک کامل ہے۔ تمھارے احساس کے لحاظ سے فرق ہے کہ پہلی زندگی تمھیں نظر آتی تھی، یہ نظر نہیں آتی۔ نیز پہلے انہیں دنیوی سامان اور رزق کی ضرورت تھی اور اب وہ اس سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان پر ظاہری احکام مُردوں کے سے جاری کردیے گئے کہ ان کی میراث تقسیم ہوگئی اور ان کی بیویوں کا نکاح دوسروں سے جائز ہوگیا کہ یہ چیزیں ظاہر سے متعلق تھیں اور جب عام شہیدوں کے متعلق یہ آیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور تم انہیں مُردہ مت کہو۔ حضرت امام عالی مقام تو سید الشہدا ہیں، وہ تو بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں۔ اے مسلمانو! تم ان کا ماتم کیوں کرتے ہو، زندوں کا ماتم نہیں ہوتا ہے۔ ماتم کرکے ان کے مُردہ ہونے کا عملی ثبوت نہ دو۔

لطیفہ: کسی مشاعرہ کا مصرع طرح یہ تھا۔

ع کافر ہیں جو حسنین کا ماتم نہیں کرتے

کسی زندہ دل شاعر نے اس پر یہ شعر لکھا:

کافر ہے جو منکر ہو حیاتِ شہدا کا
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

سبحان اللہ سبحان اللہ! عشرۂ محرم میں بعض جگہ لوگ قصداً زینت ترک کردیتے ہیں،

---

(۱)-قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵٤، پ:۲.

جسے لوگ سوگ کہتے ہیں۔ حالاں کہ شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ عورت صرف اپنے شوہر کے مر جانے پر چار ماہ دس دن یا وضع حمل تک (عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں) سوگ کرے یعنی زینت ترک کرے اور دوسرے رشتہ داروں کے مرنے پر صرف تین دن جائز ہے، باقی حرام ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام کی شہادت کے تقریباً سوا تیرہ سو برس گذر گئے۔ لہٰذا ان کا سوگ کیوں کر جائز ہوگا؟

نیز امام عالی مقام تو زندہ ہیں۔ ان کا سوگ منانا، ماتم کرنا بیشک حرام ہے۔ پھر دسویں محرم کو تعزیہ کا بہت ہی دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے آگے ڈھول تاشہ اور لوگ قسم قسم کے باجے بجاتے ہوئے اچھلتے کودتے ناچتے ہوئے مصنوئی کربلا جاتے ہیں۔ آگے پیچھے کے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔ کہیں درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں۔ پھر اسی تاریخ کو مصنوئی کربلا میں لے جاکر دفن کر دیتے ہیں۔ گویا تعزیہ سے اچانک روحانیت ختم ہوگئی اور یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے اور جس ڈھانچے کا ادب و احترام کرتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسے فرضی کربلا یا میدان میں جاکر کچھ توڑ پھوڑ کر وہاں دفن کر دیتے ہیں اور کچھ لوگ لے آتے ہیں پھر پورا سال اسے کوئی نہیں پوچھتا اور نہ اس کا ادب واحترام کرتا ہے۔ نہیں معلوم وہ ایسا بے قدر کیوں ہوگیا؟

فرضِی کربلا میں اس منظر کو دیکھنے کے لیے بہ نیت ثواب کثیر تعداد میں جوان جوان، حسین وخوبصورت لڑکیاں اور عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ خدا کی پناہ! بری طرح بے عزتی اور بے پردگی ہوتی ہے۔ مسلمانو! یہ حماقت وجہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ اس بُرے عمل سے گناہ نہیں ہوگا تو کیا ثواب ملے گا؟ تعزیہ اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر بھی لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریقے پر فقیروں کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انہیں فائدہ بھی پہنچے۔ مگر وہ لوگ اس طرح ہی لٹانے کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔ غرض کہ اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں، کہاں تک لکھی جائیں یہ سب چیزیں ناجائز و حرام اور لغو وخرافات ہیں۔ ان کاموں کے کرنے سے حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

مسلمانو! تم خود غور کرو کہ امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دین و سنت کو زندہ کرنے کے لیے یہ زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذاللہ، معاذاللہ! ان کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔ افسوس صد افسوس او مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا۔ ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچو اور اپنے اپنے گریبانوں میں منھ ڈال کر غور کرو اور مجھے جواب دو کہ تعزیہ بنانا اور بنا کر اسے توڑ پھوڑ کرنا یہ فضول خرچی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ یاد رکھو! مال کا ضائع کرنا اور برباد کرنا حرام ہے اور مال کو ضائع کرنے اور برباد کرنے والوں کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ.(۱)

ترجمہ:— اور فضول نہ اڑاؤ۔ (یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کرو) اور بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (کہ ان کے راستوں پر چلتے ہیں)۔

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾.(۲)

ترجمہ:— اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو، بیشک بے جا خرچ کرنے والے اسے پسند نہیں۔

فائدہ:—اور فضول خرچیاں زیادہ تر بازیاں ہی میں ہیں اور بازیاں سب اسراف اور جوئے میں داخل ہیں۔ خواہ میڈھے بازی ہو یا کبوتر بازی، یا مرغ بازی۔ بٹیر بازی ہو یا سٹہ بازی، پتنگ بازی ہو یا آتش بازی، تعزیہ بازی ہو یا کنکوے بازی، قمار بازی ہو یا شطرنج بازی۔

غلط فہمی:— بعض لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ تعزیہ کو شہید اعظم حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ نسبت ہوگئی اور یہ نام پاک اس کے ساتھ لگ گیا۔ لہٰذا وہ تعظیم و ادب کے قابل ہوگیا۔ آپ ان کو جواب دیجیے کہ نسبت کی قابلِ تعظیم ہونے اور اس کی تعظیم کرنے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن حقیقت میں نسبت تو ہو۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ حضرت امام عالی مقام کی قمیص مبارک ہو یا تہبند شریف ہو یا ٹوپی شریف ہو یا ان کا اور کوئی

(۱)–قرآن مجید، سورۃ الاسراء، آیت: ۲۷،۲۶، پ: ۱۵.

(۲)–قرآن مجید، سورۃ الاعراف، آیت: ۳۱، پ: ۸.

تبرک ہو تو یقیناً یہ سب ہمارے نزدیک قابل تعظیم ہیں کہ ان کو نسبت ہے حضرت امام عالی مقام سے اور جو نسبت اپنی طرف سے گڑھی یا بنائی گئی ہو وہ ہرگز ہرگز تعظیم کے قابل نہیں۔ دیکھو! اگر کوئی خود حضرت امام ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا تم اس کی تعظیم و تکریم کرو گے یا توہین و تحقیر؟ یقیناً اس کم بخت کو گستاخ و بے ادب قرار دے کر اس کو ذلیل و خوار کرو گے تو معلوم ہوا کہ جھوٹی نسبت سے کوئی چیز مقدس و معظم اور محترم و مکرم نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس جھوٹ کی وجہ سے زیادہ اہانت کے قابل ہو گئی۔ اب خود اپنے دل سے فتویٰ پوچھ لو کہ تعزیہ مروجۂ ہند تعظیم کے قابل ہے یا توہین کے قابل۔

آج تک مسلمان کو یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ سید الشہدا حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخر یہ کیا اور کیسی یادگار ہے؟ کیا اسوۂ حسین کے یہی معنٰی تھے کہ کاغذ، ابرک، پنّی، اور بانس کی کھپچّیوں سے تعزیہ بنا کر گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرایا جائے اور قوم مسلم میں بزدلی اور فضول خرچی کی عادت ڈالی جائے۔ او مسلمانو! ذرا خواب غفلت سے بیدار ہو اور پردۂ جاہلیت کو اتار کر ہوشیار ہو، سوچو اور سمجھو۔ غور و فکر کرو کہ آج دوسری قومیں ہمارے اس فعل سے ہنستی ہیں اور کہتی ہیں کہ بت پرستی اس سے کیا بُری ہے؟ کیا مسلمانوں کو سمجھ نہیں ہے۔ ایک موقع پر ہندوؤں سے کہا گیا کہ ہندو لوگ بت پرست ہیں اور مسلمان خدا پرست ہیں تو ہندو فوراً ہی تعزیہ داری کو سامنے لے آئے اور کہنے لگے کہ مسلمان بھی کاغذ اور ابرک کی پنّیوں اور بانس کی کھپچّیوں کو پوجتے ہیں اور ہندوؤں سے زیادہ اور بری طرح پوجتے ہیں۔ ہندو تو مندر کے اندر جا کے ادب سے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، مگر مسلمان کھلے بازاروں میں تعزیہ کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہندو لوگ تو بتوں کو خوشبو لگاتے ہیں اور ہمیشہ مندروں میں عزت کے ساتھ رکھتے ہیں مگر مسلمان اپنے تعزیوں کے سامنے صرف دو تین تک منّتیں مانتے ہیں اور اس کے بعد توڑ پھوڑ کر گاڑ دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہماری تعزیہ داری کا غیر مسلم دنیا پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران میں جو شیعیت اور تعزیہ داری کا اصل سرچشمہ ہے۔ وہاں رضا شاہ پہلوی نے تعزیہ داری کو بالکل ختم کر دیا ہے۔ اب وہاں کوئی شخص تعزیہ نہیں بنا سکتا۔ دُلدل نہیں نکال سکتا۔ سینہ کوبی نہیں کر سکتا۔ ماتم و نوحہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی

شخص ان احکام کی خلاف ورزی کرے تو جیل میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہاں کی حکومت نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ مسلمان جیسی جاں باز قوم کے شایانِ شان نہیں کہ وہ عورتوں کی طرح کسی بہادر انسان کی شہادت پر سال بسال روتی رہے اور اپنی زندگی کی بہترین طاقتوں کو مُردہ اور پژمُردہ کر کے آئندہ نسلوں کو بزدل بنادے۔ ایرانی کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں سید الشہدا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر فخر ہے، اس لیے وہاں محرم کے دن فوجی ڈرل کی جاتی ہے۔ دلیری اور سرفروشی کے مظاہرے کیے جاتے ہیں اور ملک کو سرفروشی کا پیغام سنایا جاتا ہے۔

مسلمانو! مروجہ تعزیہ داری ناجائز و حرام اور بدعت سیئہ ہے اور کٹھ ملّوں کی مشابہت اور ان کی اتباع ہے۔ خاص کر سنی مسلمانوں کا اس میں مبتلا ہونا سخت گناہ اور حرام ہے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو ان کاموں کے کرنے کا مشورہ دینا۔ برانگیختہ کرنا، ترغیب دلانا بھی حرام ہے۔ نیز ان کاموں کے لیے چندہ فراہم کرنا اور کرانا اور چندہ دینا حرام ہے اور یہ کل چیزیں سب لوگوں کے لیے ناجائز و حرام اور گناہ عظیم ہیں۔ خواہ عالم ہو یا جاہل، امیر ہو یا مال دار، سرپنچ ہو یا مکھیا۔

بدعت سیئہ کی حدیث پاک میں بڑی بُرائی آئی ہے اور ڈھول تاشہ باجہ بجانا بھی ناجائز و حرام ہے۔ حدیث پاک سے باجہ کی حرمت ثابت ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"امرنی ربی عزوجل بمحق المعازف."[1]

ترجمہ:- مجھے میرے رب عزوجل نے باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔

ناظرین کرام! غور کرنے کا مقام ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مٹانے کا حکم دیا ہے آج ہم اسی کو رواج دے رہے ہیں کہ محرم اور بیاہ و شادی کے موقع پر ڈھول باجہ بجواتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ ڈھول تاشہ باجہ تو خوشی کے سامان ہیں۔ اگر تم غم مناتے ہو تو اس کا کیا معنیٰ؟ یہ تو در پردہ خوشی منانا ہے۔

---

(۱)-مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ، ص:۳۱، ج:٤، دار الکتب العلمیۃ، بیروت.

تعزیہ کا چڑھاوا:

بعض جاہل مسلمان تو تعزیہ کے اوپر چڑھاوا بھی چڑھاتے ہیں اور پھر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اور لوگ ذوق وشوق سے تبرک سمجھ کر کھاتے بھی ہیں۔مسلمانوں کو تعزیہ کا چڑھایا ہوا چڑھاوا،مالیدہ ،شربت یا کھانا یا مٹھائی یا اور کوئی چیز جو چڑھائی گئی ہو نہ کھانا چاہیے۔پرہیز کرنا چاہیےاور اس سے بچنا چاہیے۔اگر چہ نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں۔اس کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔صرف تعزیہ پر چڑھا دینے سے حضرت امام عالی مقام کی نیاز نہیں ہو جاتی۔تعزیہ کے چڑھاوے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور یہ دونوں باتیں شنیع اور بُری ہیں۔لہٰذا اس کے کھانے سے احتراز و گریز کرنا چاہیے۔

سوال:–تعزیہ کا چڑھاوا کس کو کہتے ہیں؟

جواب:–تعزیہ کا چڑھاوا اسی کو کہتے ہیں جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذرِ تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔

فائدہ:–شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح پاک کو ایصال ثواب کے لیے لوگوں شربت پلانا اور کھانا پکانا اور کھلانا یہ چڑھاوا نہیں ہے اور نہ یہ ناجائز ہے۔بلکہ یہ کام جائز اور باعث ثواب ہے۔

دعوتِ غور وفکر

او ہوشیار مسلمانو! ذرا غور وفکر کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ نے کہیں بھی نہیں فرمایا ہے کہ جب حضرت امام حسین شہید ہوں یا ہر سال جب محرم کا مہینہ آئے تو تعزیہ بنانا۔ ڈھول تاشہ اور قسم قسم کے باجہ بجانا یا بجوانا، سواری بٹھانا اور اٹھانا، اچھلنا، کودنا، شیر، چیتا، بندر، ریچھ اور گدھا بننا یا بنانا نیز دولہا بننا بنانا اور دولہا کے پیچھے پیچھے دولہا دولہا کرتے جانا اور رات بھر جاگنا اور محلوں میں گشت کرنا اور دسویں محرم کو علم اور تعزیہ لے کر اچھلتے کودتے، کھیلتے ہوئے مصنوئی کربلا جانا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے فرمان میں ان خرافات اور فضول کاموں کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ تو اے مسلمانو! تم محرم اور چالیسواں کے موقع پر ان کاموں کو کیوں کرتے ہو؟ مسلمانو! ان کاموں کو کرنے سے شرماؤ۔ دیکھو! کل میدان محشر میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤ گے؟ تم ان کے پیارے لاڈلے نواسے حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی عملی وفعلی خوشی یزیدی طریقے سے کیوں مناتے ہو؟

مسلمانو! حضور اقدس ﷺ کی نافرمانی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ وہ کام اور وہ باتیں جن کی شریعت مطہرہ میں کچھ بھی حقیقت اور اصل نہیں ہے، اس کو کرنا اور جائز کہنا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی اور عدول حکمی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ تم دین کے ٹھیکے دار اور مالک و مختار نہیں ہو کہ جو کچھ تمھاری سمجھ اور دل میں آئے وہ کرلو۔ اور اس کو جائز کہہ دو۔ دیکھو تم اللہ تعالیٰ بندے اور اشرف الانبیاوالرسل ﷺ کی امت ہو۔ لہٰذا تمھارے اوپر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ضروری ولابُدّی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ . (۱)

---

(۱)۔قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۸۵، پ: ۵.

ترجمہ:۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔
یعنی رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔
تاجدارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
من أطاعني فقد أطاع الله و من عصاني فقد عصا الله. (۱)
”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔“
اے مسلمانو! محرم کے موقع پر جو کچھ لغویات و خرافات تم کرتے ہو، بہت کر چکے اور بہت ہو چکا اور بہت روپے برباد کر چکے۔ اب ان کاموں کو چھوڑ دو، آہ! بہت سو چکے۔ اب بھی چونک اٹھو، بیدار ہو، ہوشیار ہو، بہت گم ہو چکے، اب بھی اپنے کو پالو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک روئے زمین کی کسی مخلوق کو وہ مہلت نہ دی گئی۔ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو! جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

---

(۱)۔بخاری شریف، کتاب الجهاد، حدیث: ۲۹۵۶، دار الکتاب العربی، بیروت

محرم کی بُری رسمیں

محرم کے پہلے عشرہ میں خاص کر عاشورا کے دن مسلمانوں میں ایک بڑی قبیح اور بری رسم یہ پھیل گئی ہے کہ اس دن کو لوگ کھیل کود، تماشہ اور میلوں کا دن سمجھنے لگے اور ان دنوں میں ڈھول تاشہ اور قسم قسم کے باجہ بجانے لگے، عَلَم و شدّے اٹھانے لگے۔ تعزیہ بنانے لگے۔ اور اسی ہندوستان کے کچھ علاقوں میں توشیر، چیتے، کتّے، ریچھ اور بندر کی صورتیں بناکر اکھاڑوں اور تعزیوں اور علموں کے آگے اچھلنے اور کودنے لگے اور محلوں، گلی کوچوں میں گشت کرنے لگے۔ بھاگل پور (صوبہ بہار) کے کچھ علاقوں میں محرم کی پانچویں تاریخ کو ڈھول تاشہ، باجہ بجاکر "کیلا کٹّی" کرنے لگے۔ یعنی کیلے کا درخت کاٹ کر فرضی امام باڑہ یا درگاہ یا چوکور چبوترہ گھر کے دروازے پر بناکر اس کے چاروں کونے پر گاڑنے لگے اور ساتویں محرم کو کھیت اور بان سے مٹی لاکر چوکوں یا چبوترہ یا درگاہ پر رکھنے لگے۔ جہاں لوگ پاخانہ و پیشاب کیا کرتے ہیں اور پھر اس قدر جہالت و حماقت کہ اس کو "میاں مٹّی" کہنے لگے۔ درگاہ کی تعظیم کرنے لگے اور پھر آٹھویں محرم کو عَلَم اٹھانے لگے۔ اور علم پر سہرہ وغیرہ لٹکانے لگے۔ کہیں نویں تاریخ کو علَم اور تعزیوں کا گشت کرنے لگے، سواری اٹھانے لگے، دولہا بننے بنانے لگے، اور دولہا کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنے لگے کہ سید الشہدا حضرت امام عالی مقام امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسانوں کے جسم میں حلول کرتے ہیں اور انسانوں میں بھی صرف مسلمانوں کے جسم میں نہیں بلکہ ڈوم، چمار، مانگ کے جسموں میں حلول کرتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی شرابی، کبابی، بے نمازی، زانی، گنجیٔ کے جسم میں۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ!

مسلمانو! حق اور سچی بات یہی ہے کہ بزرگان دین، اولیائے کرام، شہدائے عظام کی روحیں نہ کسی جسم میں حلول کرتی ہیں (یعنی گھستی ہیں) نہ کسی کو ستاتی ہیں اور نہ کسی کو پسند کر کے اس پر فریفتہ ہوتی ہیں۔ مسلمانو! ذرا ہوش و گوش سے کام لو۔ جب کہ حضرت امام عالی مقام یزید پلید کے پاس نہ گئے۔ نہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دیا۔ تو کیا حضرت امام عالی مقام غیر مسلم، اور

بے نمازی، زانی اور شرابی اور فاسق وفاجر کے پاس تشریف لائیں گے ؟

اللہ تعالیٰ حضور کے صدقے میں مسلمانوں کو نیک کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

پھر دسویں محرم کو لوگ علَم اور تعزیوں کا جلوس نکال کر اچھلتے، کودتے، ناچتے، شراب پی کر ڈھول تاشہ باجہ بجاتے ہوئے اخلاق سوز افعال کرتے ہوئے، لاٹھیاں اپنے سروں پر گھماتے ہوئے یاعلی یاعلی، یامحمد یاعلی، یاحسین کا نعرہ لگاتے ہوئے فرضی کربلا جانے لگے۔ سیرو تفریح اور یہ منظر دیکھنے خود لوگ فرضی کربلا جانے لگے۔ جوان جوان لڑکیاں اور عورتیں بن سنور کر جانے لگیں۔ لوگ تعزیہ کا تیجہ ماہِ صفر کی بیسویں تاریخ کو مندرجہ بالا چیزوں کے ساتھ چالیسواں منانے لگے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ !

مسلمانو! ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچو اور اپنے اپنے گریبانوں میں منھ ڈال کر غور کرو اور جواب دو کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے کہیں بھی فرمایا ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوں یا جب محرم کا مہینہ آئے تو مذکورہ بالا امور کو کرنا اور ان فضول کاموں کو انجام دینا؟ او مسلمانو! جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام میں اس کا مطلق ذکر نہیں ہے تو تم ان امور کو کیوں کرتے ہو؟ اور ان فضول کاموں کے کرنے پر بضد کیوں ہو؟

اے غافلو! ہوشیار ہو جاؤ اور ان امور کو کرنے سے باز آجاؤ۔ دیکھو تم عرصۂ دراز سے محرم کے موقع پر ان کاموں کو کرکے لاکھوں روپے برباد کر چکے، کیا اب بھی نہ سنبھلو گے؟

ذرا خیال کرو کہ دنیا سے کس طرح جاؤ گے۔ ذرا سوچو اور خوب اچھی طرح سوچو۔ غور و فکر کرو اور اپنی ایک ایک سانس اور ایک ایک لمحہ کی قدر کرو اور اسے بیش قیمت جانو۔

اشرف الانبیا حبیب کبریا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”اغتنم خمس قبل خمس شبابك قبل هر مك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك“(۱)

ترجمہ:—پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ بڑھاپے سے قبل جوانی

---

(۱)—(۱ لف) الترغيب والترغيب ص ٦٢٤، كتاب التوبه، دار ابن حزم، بيروت.

(ب) جامع الصغير مع فيض القدير ٢/ ٢١، دار الكتب العلميه، بيروت.

کو، بیماری سے قبل صحت کو، محتاجی سے پہلے مال داری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! کیا جامع اور مبارک ارشاد ہے کہ زندگی، صحت اور طاقت کے اوقات کو غنیمت سمجھو۔ جو نیک کام ہو سکے کر لو ورنہ جب یہ نعمتیں نہ رہیں گی تو پھر پچھتانا بے کار ہوگا اور افسوس کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں　　جب بڑھاپا آ گیا پھر ایسی ہو سکتی نہیں

ہے بڑھاپا بھی غنیمت گر جوانی ہو چکی　　یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی

جو گیا ملک عدم میں پھر وہ آئے گا نہیں　　چند روزہ زندگی ہے پھر وہ پائے گا نہیں

مسلمانو! خوب اچھی طرح ذہن نشیں کر لو کہ محرم کے موقع پر جو لوگ مذکورہ بالا باتیں کرتے ہیں وہ حرام حرام اشد حرام ہیں۔ اور ہمیشہ علمائے اہل سنت ان فضول کاموں سے منع فرماتے رہے ہیں۔ چناں چہ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، حامیِ دین و سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا چیزوں کی حرمت لکھ کر چھاپ کر سارے ہندوستان کے سنیوں کو منع فرمایا ہے۔ "رسالۂ تعزیہ داری" خرید کر مطالعہ کر لو۔ نیز حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی بہار شریعت میں لکھ کر چھاپ کر منع فرمایا ہے۔ غرض کہ ہمیشہ علمائے سنت نے تقریراً و تحریراً مذکورہ بالا باتوں کو حرام و ناجائز ہی کہا ہے۔

محرم میں جس طریقے سے لوگ برے رسوم ادا کر کے خوشی مناتے ہیں یہ یزیدیوں کا ہی طریقہ ہے، حسینیوں کا طریقہ نہیں۔ یہ سب کام شیطانی کام ہیں۔ رحمانی کام نہیں۔ ان کاموں کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش نہ ہوگا اور نہ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔ اور نہ حضرت علی مرتضیٰ اور نہ خاتون جنت فاطمہ زہرا، اور نہ حضرت امام حسن و حسین اور نہ شہدائے کربلا اور نہ صحابۂ کرام اور اولیائے عظام خوش ہوں گے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہاں! شیطان اور اس کی ذریت ضرور خوش ہوگی، یزید اور یزیدی خوش ہوں گے۔

تعزیہ بنانا، علم نکالنا، ناچنا، کودنا، ڈھول، تاشہ، باجہ بجانا یہ وہ کام ہیں جو یزیدیوں نے حضرت امام عالی مقام کو شہید کرنے کے بعد کیے تھے۔ حضرت امام حسین اور دوسرے

شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سر نیزوں اور بھالوں پر رکھ کر ان کے آگے آگے اچھلتے کودتے، ناچتے، خوشیاں مناتے ہوئے، ڈھول تاشہ باجہ بجاتے ہوئے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق یزید پلید کے پاس لے گئے تھے۔ اور باقی اہل بیت نے نہ کبھی تعزیہ داری کی اور نہ علم نکالے اور نہ سینہ پیٹے اور نہ نوحہ وماتم کیے، نہ ڈھول تاشہ باجہ بجائے اور نہ بجوائے۔

لہٰذا اے مسلمانو! ان کاموں کے کرنے سے بچو اور اپنے دوست واحباب اور عزیزو اقارب کو بچاؤ۔ اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔

ڈھول باجہ:-

واقعات کربلا کے بعد یزیدی لشکر کربلا کے مظلوم قیدیوں اور شہدا کے سر لے کر جب شہر دمشق کے قریب پہنچے اور یزید پلید کو علم ہوا تو اس نے تمام شہر کو آراستہ اور سجانے اور شہر والوں کو خوشیاں منانے اور گھر سے تماشہ دیکھنے کو باہر آنے کا حکم دیا۔ تو یزیدی خوشیاں منانے لگے۔ ایک صحابیِ رسول حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام تجارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے، وہ دمشق کے قریب ایک قصبہ سے گذرے تو آپ نے دیکھا کہ تمام لوگ خوشیاں مناتے ہیں اور ڈھول تاشہ، باجہ بجاتے ہیں۔ انھوں نے ایک شخص سے اس خوشی منانے کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے بتایا کہ عراق والوں نے یزید کے پاس حضرت امام حسین کا سر مبارک ہدیہ میں بھیجا ہے۔ اسی لیے شام والے اس کی خوشی منا رہے ہیں۔ حضرت سہیل نے آہ بھری اور پوچھا کہ حضرت امام عالی مقام کے سر کو کس دروازے سے لائیں گے؟ کسی نے بتایا کہ "باب الساعته" سے، آپ اس طرف دوڑے اور بڑی دوڑ دھوپ کے بعد اہل بیت تک پہنچ گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک سر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے مشابہ ہے جس کو یزیدیوں نے نیزہ پر چڑھا رکھا ہے۔ جسے دیکھ کر آپ بے اختیار رو پڑے۔ اہل بیت میں سے ایک نے پوچھا تم ہم پر کیوں رو رہے ہو؟ انھوں نے پوچھا، آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: میرا نام سکینہ بنت حسین ہے۔

انھوں نے فرمایا: اور میں آپ کے نانا جان کا صحابی ہوں۔ میرے لائق جو خدمت ہو فرمایئے۔ فرمایا: میرے والد کے سر انور کو سب کے آگے کرادو تاکہ لوگ ادھر متوجہ ہوں اور

ہم سے دور رہیں۔ انھوں نے چار سو درہم دے کر سر امام کو مستورات سے دور کرایا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ڈھول تاشے باجے بجا کر خوشیاں منا کر محرم کا دن گذارنا یزیدیوں کی سنت ہیں۔

او مسلمانو! ذرا خواب غفلت سے بیدار ہو اور پردۂ جاہلیت اتار کر ہوش میں آؤ۔ اور سوچو غور کرو کہ ظاہری طور پر تو محرم کی دسویں تاریخ کو یزیدیوں کی فتح ہوئی تھی کہ یزیدی لشکر حضرت سید الشہدا امام عالی مقام کی شہادت کے بعد اہل بیت کی سیّدانیوں کو اسیر و قید کر کے خوشی مناتے ہوئے، اچھلتے، کودتے، ڈھول تاشہ باجہ بجاتے ہوئے شہدائے کربلا کے سروں کو نیزوں پر رکھ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق پہنچے تھے۔ اہل بیت اور محب اہل بیت تو مرضیِ مولیٰ پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے صبر و استقلال کے پہاڑ بنے ہوئے تھے۔ نہ ان لوگوں کے پاس ڈھول تاشہ باجہ تھا اور نہ وہ لوگ اچھلے کودے ناچے تھے، اور نہ وہ واقعات کربلا کے بعد مدینہ منورہ اور مکۂ معظّمہ میں ڈھول تاشہ باجہ بجائے تھے اور نہ خوشیاں منائی تھیں۔ کیا بھائی، شوہر اور فرزند وغیرہ کے شہید ہونے پر ڈھول تاشہ اور باجہ بجائے جاتے ہیں یا اچھلا کودا جاتا ہے یا غم و اندوہ کے آنسو بہا کر صبر کیا جاتا ہے؟

مسلمانو! خوب اچھی طرح غور و فکر کرو، کیا محبان اہل بیت کے لیے خوشی کا موقع تھا کہ وہ لوگ ڈھول تاشہ باجہ بجاتے، اچھلتے، کودتے، ناچتے، خوشی مناتے۔ یہ طریقہ تو یزیدیوں کا تھا جو کہ اہل بیت کے دشمن تھے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اپنے گریبانوں میں منھ ڈال کر سوچیں، غور کریں کہ اگر گھر میں میت ہو جائے یا اگر کسی کی برسی منائی جائے گی تو کیا ڈھول تاشہ باجہ بجائیں گے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ تو نواسۂ رسول کی شہادت کی تاریخ آنے پر ہم کیوں خوشی منائیں؟ کیوں ڈھول تاشہ باجہ بجائیں؟

مسلمانو! یاد رکھو کہ عاشورا کا دن بڑا متبرک ہے۔ اس دن کو لہو و لعب، کھیل کود، علَم و شدّے و تعزیہ داری و سواری اٹھانے اور ڈھول تاشہ باجہ بجانے میں گذارنا ابلیس پر تلبیس (مکر و فریب سے بھرا ہوا) ہی کا طریقہ ہے۔ حسینی طریقہ نہیں۔ لہٰذا یہ کام ہرگز نہ کرو ورنہ سخت گنہگار ہو گے۔ خود بھی ان جلوس اور اکھاڑوں میں نہ شریک ہو۔ مصنوعی کربلا نہ جاؤ اور دوسروں کو بھی جانے سے منع کرو۔ نیز اپنے بچوں، بیویوں، بہنوں اور اپنے دوستوں اور بھائیوں کو بھی

مصنوعی کربلا اور اکھاڑوں میں جانے سے روکو کہ دراصل یہی حسینی طریقہ ہے۔

مسلمانو! ان کاموں کو کرنے سے شرماؤ اور توبہ کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرلو۔حضرت علی مرتضیٰ، خاتون جنت حضرت امام حسن وحسین ودیگر شہدائے کربلا کو خوش کرلو، اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔اسی میں نجات اور سرخروئی ہے۔ورنہ یادرکھو کل حشر کے میدان میں حضور اقدس ﷺ کے سامنے کیا منھ لے کر جاؤ گے اور کیا جواب دوگے، جب کہ تم ان کے پیارے نواسے کی مظلومانہ شہادت پر شیطانی طریقے سے خوشی مناتے ہو۔ مسلمانو! شرماؤ اور ان امور کو کرنے سے باز آجاؤ۔

یارب عملِ خیر کی توفیق عطا کر   ہیں خیر کے طالب رہِ صدیق عطا کر

بس دعا یہی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اشرف الانبیا حبیب کبریا ﷺ کے صدقے وطفیل میں مسلمانوں کو نیک کام کرنے کی توفیق بخشے اور سمجھ وہدایت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ۔

بس رجوعِ قلب ایں کار ترا   قلبھا قلب طفیل مصطفیٰ

پند ہا دادیم حاصل شد فراغ   ما علینا یا اخی الا البلاغ

خواہ مانیں یا نہ مانیں آپ خود مختار ہیں   ہے ہمارا کام پہنچانا فقط پیغام کا

محرم کی اسلامی رسمیں

محرم کے مہینے میں خاص کر نویں اور دسویں محرم کو روزہ رکھنا بہت اچھا ہے اور بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ چناں چہ چند حدیث پاک اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث:۔ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص محرم میں ایک دن روزہ رکھے گا تو اس کے لیے ایک دن کے بدلے تیس دن ہیں۔ (۱)

حدیث:۔ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے تو گویا اس نے پچھلا سال روزہ سے ختم کیا اور اگلا سال روزہ سے شروع کیا اور اس کے لیے اللہ عزوجل پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔ (۲)

حدیث:۔ روایت ہے حضرت ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جو شخص ماہ محرم میں تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھے گا تو اس کے نامہ اعمال میں نو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (۳)

حدیث:۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کا مہینہ محرم کا روزہ ہے۔ (۴)

تشریح:۔ اس حدیث پاک میں محرم سے مراد عاشورا ہی کا دن ہے چونکہ عاشورا کے دن ماہ محرم میں واقع ہوا ہے۔ نیز یوم عاشورا ہی میں بڑے بڑے اہم واقعات ہوئے ہیں۔ اس

---

(۱)۔ الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، ص: ۲۰۵، دار ابن حزم، بیروت.

(۲)۔ معالم السنن، ج: ۲، ص: ۱۱۲، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۳)۔ نزھة المجالس، عربي، ج: ۱، ص: ۱۷۳، دار الفکر، بیروت.

(۴)۔ شعب الإیمان، ج: ۳، ص: ۳۶۰، دار الکتب العلمیة، بیروت.

لیے سارے محرم کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ فرمایا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا مہینہ۔

حدیث:- حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشورا کے دن کا روزہ مجھے اللہ کے کرم پر امید ہے پچھلے سال کا کفارہ بنا دے۔(۱)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ چار کام نہ چھوڑتے تھے۔ عاشورا کا روزہ اور بقر عید کے نویں دن کے روزے اور ہر مہینے کے تین دن کے روزے اور فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔(۲)

حدیث:- روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ: افضل روزے شہر رمضان کے بعد اللہ کا مہینہ محرم کے روزے ہیں۔ فرض نماز اور درمیانی رات کی نماز کے بعد بہترین نماز عاشورا کے دن کی نماز ہے۔(۳)

حدیث:- روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا کہ آپ کسی دن کے روزوں کو دوسرے دنوں پر بزرگی دے کر تلاش کرتے ہوں، سوائے اسی دن یعنی یوم عاشورا اور اسی مہینہ یعنی ماہ رمضان کے۔(۴)

تشریح:- یعنی رحمت دو عالم نور مجسم ﷺ تمام دنوں میں عاشورا کے دن کو افضل جانتے تھے، اور تمام مہینوں میں رمضان المبارک کے مہینہ کو افضل جانتے تھے۔

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ تو وہ بولے: یہ وہ عظمت والا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور ان کی قوم کو ڈبو دیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے شکریہ میں روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ تو حضور اقدس

---

(۱)-مسلم شریف، کتاب الصیام، ص: ٤٥٤، دار الکتاب العربی، بیروت

(۲)-سنن النسائی، کتاب الصیام، ص ٣٥٤، دار ابن حزم، بیروت.

(۳)-سنن النسائی، کتاب الصوم، ص: ٣٥٤، دار ابن حزم، بیروت.

(۴)-مسلم شریف، کتاب الصیام، ص: ٤٥٦، ص: ٣٩٧، دار الکتاب العربی، بیروت.

(طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسیٰ مِنْکُمْ"(۱)

توہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں۔

یعنی اے یہود! تم نے تو ان کی کتاب ہی بدل دی اور تم تو اصل دین میں ہی ان کے مخالف ہوگئے۔ جب تم ان کی خوشی میں شرکت کرتے ہو تو ہم کو تم سے زیادہ حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی ان کی خوشی میں شریک ہوں۔

فَصَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ۔ (۲)

چناں چہ روزہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو اس کا حکم دیا۔

حدیث:- روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم دیا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس کی یہود و عیسائی تعظیم کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ"(۳)

اگر ہم آئندہ سال زندہ رہے تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھیں گے۔

اسی لیے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اب سنت یہی ہے کہ دو روزے رکھیں جائیں۔ سنت قولی تو صراحتًا ہے اور سنت فعلی ارادۃً۔ اور خاص عاشورا کے دن صرف ایک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔

حدیث:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو دسویں محرم کو اپنے بچوں کی خرچ میں فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ پورا سال اس کو فراخی کرے گا۔(۴)

یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو اپنے بال بچوں، نوکروں، خادموں، یتیموں، فقیروں، مسکینوں اور غریبوں کے لیے مختلف قسم کے کھانے تیار کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ سال بھر تک ان کاموں میں برکت ہوگی۔

---

(۱)-بخاری شریف، کتاب الصوم، حدیث:۲۰۰٤، ص:۳۹۷، دار الکتاب العربی، بیروت.

(۲)-مسلم شریف، کتاب الصوم، ص:٤٥۰، ج:۱، جمعیۃ المکنز الإسلامی، مصر.

(۳)-مسلم شریف، حدیث:۲۷۲۳، ص:٤٥۱، ج:۱، جمعیۃ المکنز الإسلامی، مصر.

(۴)-شعب الإیمان، ج:۳، ص:۳٦٥، حدیث:۳۷۹۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت.

جو مسلمان عاشورا کے دن کھچڑا پکاتے ہیں، ان کا ماخذ یہی حدیث پاک ہے۔ کیوں کہ کھچڑے میں بہت قسم کے دانے ہوتے ہیں۔ گیہوں، گوشت اور دالیں، چاول وغیرہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کھچڑا پکانے والے کے گھر میں ان تمام دانوں کی برکت ہوگی۔

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"اِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذَالِكَ"(۱)

ہم نے اس حدیث کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا (جیسا کہ فرمایا گیا)

یعنی حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک ہمارے ساتھیوں کے تجربہ میں آئی ہے اور واقعی اس عمل سے برکت ہوتی ہے۔(۲)

فائدہ: — مسلمانو! عاشورا کے دن خود روزہ رکھو اور بچوں اور غریبوں، فقیروں وغیرہ کو خوب کھلاؤ پلاؤ۔ لہٰذا یہ حدیث پاک عاشورہ کے روزہ کے خلاف نہیں ہے۔

محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا، صدقہ و خیرات کرنا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا، علما و صلحا کی زیارت کو جانا، نفل نماز پڑھنا، اپنے اہل و عیال پر کھانا کھلانے میں وسعت کرنا، ناخن کٹوانا اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا مستحب ہے۔ دسویں محرم کو کھچڑا پکا کر سید الشہدا شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدا کے نام سے فاتحہ کرے۔ گھر میں بڑی برکت ہوگی۔ بہت مجرب ہے اور اگر اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال انشاء اللہ تعالیٰ تمام بیماریوں سے امن میں رہے۔ کیوں کہ اس دن آب زمزم تمام پانی میں پہنچتا ہے۔(۳)

جو شخص دسویں محرم کو سرمہ لگائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی۔(۴)

---

(۱)-شعب الإیمان، ج:۳، ص:۳٦٥، حدیث:۳۷۹۲، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۲)-**نوٹ:**- امام بیہقی لکھتے ہیں: هذه الأسانید وإن كانت ضعيفة فهي إذا بعضها إلى بعض أخذت قوة (شعب الإیمان، ج:۳، ص:۳٦٦، دار الکتب العلمیة بیروت.)

ترجمہ:- یہ اسانید اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے سے مل کر اس روایت میں تقویت پیدا ہوگئی ہے۔ (طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(۳)-تفسیر روح البیان، ج:٤، ص:١٤٢، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ.

(۴)-نزهة المجالس، عربی، ج:١، ص:١٧٥، دار الفکر، بیروت.

کھچڑے کی تاریخی اصل

جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی دسویں محرم کو جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی تو کوئی غلہ نہ بچ رہا تھا تو ہم راہیوں نے کہا کہ جس کے پاس جو توشہ ہو وہ لائے، چناں چہ ان میں سے کسی نے جوار لایا، کسی نے جو، کسی نے گیہوں، کسی نے مسور، کسی نے دانۂ باقلا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ان سب کو ملا کر پکاؤ کہ سلامتی ملنے پر مسرت حاصل ہوئی۔[1]

دسویں محرم کو صدقات و خیرات کرنا اور محلہ میں ذکر شہادت کی مجلس منعقد کرنا بہت بہتر ہے۔ اس مجلس میں واقعات سننے کے بعد اگر رونا آجائے تو روئے، لیکن صرف آنسوؤں سے۔ کپڑے پھاڑنا، نوحہ و ماتم کرنا، منھ پیٹنا اور سوگ کرنا حرام ہے۔ رافضیوں اور شیعوں کی مجلس میں ہرگز نہ جائیں کہ وہاں اکثر تبرّا ہوتا ہے اور وہ لوگ نعوذ باللہ صحابۂ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔

---

(۱)-(الف) تفسیر روح البیان، ج:٤، ص:١٤٢، مكتبه اسلاميه، كوئٹه.

(ب) نزهة المجالس، عربي، ج:١، ص:١٨٥، دار الفكر، بيروت.

ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب یعنی قرآن پاک یا درود پاک یا کلمۂ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا عبادت بدنیہ، فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کو بدعت کہنا ضلالت و گمراہی اور ہٹ دھرمی ہے۔ ایصال ثواب کا جائز ہونا خود قرآن شریف اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔ کتبِ فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ماہ محرم میں دس دنوں تک خاص کر دسویں محرم کو حضرت سیدنا شہید اعظم حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ شربت پر فاتحہ دلائیں یا میٹھے چاول پر یا مٹھائی پر یا روٹی گوشت یا کھچڑے پر غرض کہ جس پر لوگ چاہیں فاتحہ دلا سکتے ہیں اور یہ جائز ہے جس طرح بھی ایصالِ ثواب کریں بہتر ہے۔ بہت سے لوگ پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں۔ جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکوا کر فاتحہ دلاتا ہے، بہر حال ہر کار خیر کا ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا ہے بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہید کربلا کے دوسروں کو فاتحہ نہ دلائی جائے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے اسی طرح ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔

گزارش

نویں اور دسویں محرم کو روزہ رکھیں۔ دسویں محرم کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نفل نماز پڑھیں، قرآن پاک کی تلاوت کریں، صدقہ و خیرات کریں، ذکر شہادت کی مجلسیں منعقد کریں سبیلیں لگائیں اور ان کا ثواب شہید اعظم حضرت امام عالی مقام اور دیگر شہدائے کربلا کی روحوں کو پہنچائیں تاکہ یہ ہمارے فلاح کا ذریعہ بن سکے۔ اور لغویات اور بے

جا خرافات سے پرہیز کریں۔ یوم عاشورا بڑا مبارک دن ہے جس طرح اس میں نیک کام کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح گناہ کرنے کا عذاب بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو کل خرافات سے بچنے کی حضور کے صدقے میں توفیق عطا فرمائے۔

جو حضرات بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں مجھ ناچیز کے لیے خاتمہ بخیر کی دعا فرمائیں۔آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین.

ناچیز
سہیل احمد نعیمی

بکھرے موتی

ماہِ اوّل ہے محرم سال کا
یوم عاشورا ہے نیک اعمال کا

ہیں فضائل جس کے بے حد بالیقیں
کچھ بیاں ہوتے ہیں پیش ناظریں

روزہ رکھنا نو و دس تاریخ کو
سنت نبوی ہے سن لو مومنو!

راحت و آرام گھر والوں کو دو
تا تمامی سال راحت سے رہو

دینا محتاجوں کو کپڑا اے غنی
دور کرتا ہے عذاب دوزخی

اور جو ہیں مومنو ! لڑکے یتیم
رحم ان پر موجبِ اجرِ عظیم

جو کھلائے اور پلائے مہر سے
وہ بچا بیشک خدا کے قہر سے

نعمتیں جنت کی پائے بے شمار
اور آبِ سلسبیل اے نیک کار

نوٹ:

کتاب ”تعزیہ بازی“ کا یہ آخری صفحہ ہے، اصل کتاب یہی پر ختم ہو جاتی ہے۔ آئندہ صفحات کا مضمون ”مروّجہ تعزیہ اور مراسمِ محرم: علماو محدثین کی نظر میں“ یہ راقم الحروف کا اضافہ کردہ ہے۔

محمد طفیل احمد مصباحی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

مروجہ تعزیہ اور مراسمِ محرم
علماو محدثین کی نظر میں

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم و علیٰ اٰلہٖ و أصحابہ أجمعین.

محرم الحرام بڑی عزت و حرمت اور عظمت و کرامت والا مہینہ ہے۔ اسلامی مہینوں میں محرام الحرام پہلا مہینہ ہے۔ قرآن مقدس میں جن چار مہینوں کو "عزت و حرمت" والا مہینہ کہا گیا ہے، ان میں سے ایک "ماہِ محرم" بھی ہے۔ لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی محرم الحرام کی عزت و احترام کیا کرتے تھے اور اس کی حرمت و تقدس کا خیال کرتے ہوئے اس میں جنگ و جدال سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ حدیث پاک میں محرم کو "اللہ کا مہینہ" بتایا گیا ہے۔[۱]

اسی طرح محرم الحرام کی دسویں تاریخ "عاشورا" کو بے پناہ فضائل و خصوصیات حاصل ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:

"من صام عاشوراء غفر لہ سنۃ."[۲]

دسویں محرم یعنی عاشورا کا روزہ یہ ایک سال کے گناہ کا کفّارہ ہے۔

جلیل القدر ناقد محدث حضرت علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی قدس سرہ نے اپنی کتاب "بستان الواعظین" میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت اور تمام فرشتوں کو محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشورا کے دن پیدا فرمایا۔ حضرت آدم و حوا حضرت ابراہیم و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی پیدائش اسی عاشورا کے دن ہوئی۔ عاشورا کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی، اسی دن حضرت عیسیٰ و حضرت ادیس علیہم السلام آسمان پر

---

(۱)- مسلم شریف، کتاب الصیام، حدیث: ۲۷۵۵، ص:۵٦۵، دار الکتاب العربی، بیروت.

(۲)- مسلم شریف، کتاب الصیام، حدیث: ۱۱٦۲، ص:۵۸۹، بیروت.

اٹھائے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، عاشورا کے دن حضرت یوسف علیہ السلام قید سے نکالے گئے، نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت و سلطنت عطا ہوئی، اور اسی عاشورا کے دن سب سے پہلے آسمان سے بارش نازل ہوئی وغیرہ۔"(۱)

اس روایت سے عاشورا کے دن کی اہمیت و فضیلت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جو دن اس قدر اہمیت و فضیلت والا ہو، اس دن کو لہو و لعب اور خرافات و لغویات میں گزارنا بہت افسوس اور کم نصیبی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم عاشورا کے دن زیادہ سے زیادہ نیک عمل کر کے ثواب حاصل کرتے اور زادِ آخرت تیار کرتے اور تعزیہ و دیگر مراسم محرم (جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے) سے دور و نفور رہتے۔

لیکن افسوس صد افسوس! ہم نے محرم الحرام کی عظمت و حرمت اور "یومِ عاشورا" کی فضیلت و کرامت کو فراموش کر دیا اور عاشورا کے دن اجر و ثواب کمانے کے بجائے عذاب و عتاب کا سامان مہیا کرنے میں لگ گئے۔ اللہ کی پناہ! مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسمِ محرم سراسر ناجائز و حرام ہیں۔ مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم کی شرعی حیثیت کیا ہیں؟

آئیے! علما و محدثین کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں ان کی حرمت و عدمِ جواز ملاحظہ فرمائیں، اور ناجائز مراسم محرم سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔

نوحہ و ماتم اور سینہ کوبی:-

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو یاد کر کے محرم کے مہینے میں اور خاص طور سے عاشورا کے دن نوحہ و ماتم اور چیخ و پکار کرنا "بدعت سیئہ" اور ناجائز و حرام ہے۔

مشہور محدث و مؤرخ علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقد أسرف الرافضة فی دولة بنی بویه فی حدود الأربعة وما حولها، فكانت الدباب تضرب ببغداد ونحوها من البلاد فی یوم عاشوراء. و یذر الرماد والتبن فی

---

(۱)- بستان الواعظین عربی، ص: ۲۰۲، ۲۰۳، دار الکتاب العربی، بیروت.

الطرقات والأسواق وتعلق المسوح علىٰ الدكاكين و يظهر الناس الحزن والبكاء .... ثم يخرج النساء حاسرات عن وجوههن ينحن و يلطمن وجوههن وصدورهن حافيات في الأسواق إلىٰ غير ذالك من البدع الشنيعة.(۱)

ترجمہ:- رافضیوں (شیعوں) نے آلِ بویہ کے دورِ حکومت میں مسلم ممالک کے حدود و اطراف میں بڑا اُدھم مچایا، بغداد اور دیگر ممالک میں عاشورا کے دن ڈھول اور تاشے بجائے جاتے، جن سے گلی کوچوں اور بازاروں میں ڈُھول اور گھاس پھُوس اڑتے، دکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے، لوگ غم واندوہ کا پیکر بنے آہ وبکا کرتے۔ عورتیں چہرہ کھولے بازاروں میں نکلتیں اور نوحہ و ماتم کرتیں اور سینہ پیٹتے ہوئے اپنے چہروں پر طمانچہ لگاتیں وغیرہ۔ غرض کہ عاشورا کے دن اس قسم کے خرافات اور بدعتِ سیئات انجام دی جاتیں۔

علامہ ابن کثیر کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محرم کے موقع پر ڈھول تاشے بجانا، نوحہ و ماتم، سینہ کوبی اور چہرے پر طمانچے مارنا وغیرہ "بدعتِ سیّئہ" ہے اور بدعتِ سیئہ کا ارتکاب حرام و گناہ ہے۔ حدیث پاک میں جو فرمایا گیا "كل بدعة ضلالة" کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اس سے یہی "بدعتِ سیّئہ" مراد ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہٗ (استاذ شہباز محمد بھاگل پوری) لکھتے ہیں:

وإياه ثم إياه أن يشغله ببدع الرافضة ونحوهم من الندب والنياحة والحزن إذ ليس ذالك من أخلاق المومنين وإلّا لكان يوم وفاته ﷺ أولىٰ وأحرىٰ.(۲)

ترجمہ:- عاشورا کے دن شیعہ حضرات نوحہ و ماتم اور چیخ و پکار کی شکل میں جو بدعات و خرافات انجام دیتے ہیں، ان سے بچو سختی کے ساتھ، کیوں کہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔ (اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر غم و ماتم کرنا جائز و درست ہوتا) تو حضور ﷺ کے یومِ وفات پر غم و ماتم کرنا زیادہ اولیٰ اور لائق تر ہوتا۔

(جب حضور سید الانبیا ﷺ کی وفات کا غم و ماتم نہیں تو پھر امام حسین کی شہادت پر غم

---

(۱)- البداية والنهاية، ج:۸، ص:۱۹۶، دار الحديث، قاهره، مصر

(۲)-الصواعق المحرقة، ص:۱۸۳، مكتبة الحقيقية، تركي.

وماتم کرنا کیسا؟)

علامہ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں:

”لا ینبغی للمومن أن یتشبہ بیزید الملعون فی بعض الأفعال و بالشیعۃ والروافض والخوارج ایضًا یعنی لایجعل ذالک الیوم یوم عید أو یوم ماتم.“[۱]

ترجمہ:- مسلمان، یزید، شیعہ، خوارج وروافض کی نقل نہ اتارے۔ یعنی عاشورا کے دن کو خوشی یا ماتم کا دن نہ بنائے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”درروز عاشورا جز صوم و توسیع طعام ثابت نہ شدہ۔“[۲]

مروّجہ تعزیہ:-

مسند الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ عاشورۂ محرم کے موقع پر تعزیہ بنانا، قبر و صورت اور علم وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے؟

آپ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”تعزیہ داری درعشرۂ محرم وساختنِ ضرائح و صورت وغیرہ درست نیست، زیرا کہ تعزیہ داری عبارت ازیں است کہ ترک لذائذ و ترک زینت کند و صورت محزون و غم گین نماید یعنی مانند زنان سوگ دارد و مرد را ہیچ جا ایں قسم در شرع ثابت نیست۔“[۳]

ترجمہ:- عشرۂ محرم میں تعزیہ داری اور قبر و صورت وغیرہ بنانا جائز نہیں۔ کیوں کہ تعزیہ داری کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ زینت ولذت ترک کر کے عورتوں کے مثل سوگ منایا جائے غمگین اور رنجور ومحزون کی صورت اختیار کی جائے اور شریعت مطہرہ میں مَردوں کے لیے اس قسم کی تعزیہ داری ثابت نہیں۔

---

(۱)-تفسیر روح البیان، ج:٤، ص:١٤٢، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ.

(۲)-مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دھلوی، مع اخبار الاخیار، فارسی، ص:١٠٨، کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند.

(۳)-فتاویٰ عزیزی، جلد اول، ص:٦٨، رحمٰن پبلیشر، پشاور، پاکستان.

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین سطر کے بعد مزید لکھتے ہیں:

"نیز تعزیہ داری کہ ہم چوں مبتدعان می کنند بدعت است و ہم چنیں ساختنِ ضرایح و صورت قبور و علم و غیرہ ایں ہم بدعت است و ظاہر است کہ بدعتِ حسنہ کہ دراں ماخوذ نیست بلکہ بدعت سیئہ است و حال بدعت سیئہ ایں است کہ در حدیث واردست "شر الأمور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ" و حال مبتدع کہ ایں قسم بدعتہا اختراع می کند آں ست کہ بدعت اور ادر لعن خدا اسیر می کند و فرائض و نوافل او در درگاہ الٰہی مقبول نیست۔"(۱)

ترجمہ:- تعزیہ داری جیسا کہ بدمذہب اور بدعتی لوگ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ یوں ہی تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ یہ بھی بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ "بدعتِ سیئہ" ہے۔ حدیث پاک کے مطابق بدعت سیئہ سب سے بُری چیز ہے اور ہر بدعت (جو سنت کے خلاف ہو) ضلالت و گمراہی ہے۔ جو لوگ تعزیہ وغیرہ کی اس بدعت میں مبتلا ہیں اور اس قسم کی بدعت ایجاد کرتے ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ یہ لوگ خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں، خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے فرائض و نوافل قبول نہیں۔

مسلمانو! اس عبارت کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو کہ مروجہ تعزیہ، تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ بنانا، کس قدر گناہ کا کام ہے کہ اس غلط کام سے خدا کی لعنت ہوتی ہے اور بارگاہِ خداوندی میں ان خرافات کے سبب فرائض و واجبات قبول نہیں ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ "مروّجہ تعزیہ" سے متعلق لکھتے ہیں:

"تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلٰی جَدِّہٖ الْکَرِیْمِ وَعَلَیْہِ. کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک، مکان میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جان دار کی بنانا، رکھنا سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال (شکل) بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً (یکے بعد دیگرے) ائمۂ دین و علمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں، جسے اشتباہ

---

(۱)- فتاویٰ عزیزی، جلد اول، ص: ۶۹، رحمٰن پبلیشر، پشاور، پاکستان۔

(شبہہ) ہو امام علامہ تلمسانی کی "فتح المتعال" وغیرہ مطالعہ کرے۔ مگر جُہّال بے خرد (بے عقل جاہلوں) نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت، جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بے ہودہ طمطراق (دھوم دھام) پھر کوچہ بہ کوچہ، دشت بہ دشت، اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ کوبی اور ماتم سازی کی شور افگنی۔ کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کو سلام کر رہا ہے، کوئی مشغولِ طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات (سامان بدعات) کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کو اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا، منّتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے۔ پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مَردوں عورتوں کا راتوں کو میل (اختلاط) اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرّہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعتِ پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبالِ ابتداع (بدعت نکالنے کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریاو تفاخر علانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (بربادی) ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہارِ عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضراتِ شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنازے ہیں۔ (پھر) کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیے، یہ ہر سال اضاعت مال (مال ضائع کرنے) کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضراتِ شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناکا، ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ (ناپسندیدہ) کا نام ہے، قطعًا بدعت و ناجائز و حرام

ہے۔"(۱)

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح(۲) بنتی ہے اور علم اور شدّے(۳) نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منّتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول، ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں، اور وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کرکے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منہدی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک(۴) بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں (قاصدوں) کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ مترجم، ص: ۵۱۲، ج: ۲۴، برکات رضا، پوربندر، گجرات.

(۲)-یعنی ایک قسم کا تعزیہ جو گنبد نما ہوتا ہے۔

(۳)-جھنڈے یا نشان جو محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(۴)-یعنی قاصد، پیغام رساں۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اس کے گلے میں جھولی ڈالتے ہیں اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقّہ (۱) بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علَم پر مشک لٹکتی ہے وراس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علم دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب لغو و خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے اِحیائے دین و سنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا؟

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا، شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا، کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور (۲) بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی، ایسی بری حرکت، اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمھارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ وَرَم ہوجاتا ہے، سینہ سرخ ہوجاتا ہے، بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ (۳) پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہلِ بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرّا بھی ہوتا ہے مگر اس روشنی

---

(۱)۔یعنی پانی بھر کر لانے والا۔

(۲)۔ایک قسم کا بندر جس کا منہ کالا اور دم لمبی ہوتی ہے، یہ عام بندر سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔

(۳)۔یعنی وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کے مصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔

میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

اظہارِ غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور (باتوں) سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔ تعزیوں اور عَلَم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ (۱)

حضور سرکار مفتیِ اعظم ہند بریلوی فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری جو شرعاً ناجائز ہے، اس کے لیے جبراً چندہ لینا کس قدر شنیع (بری) بات ہے۔" (۲)

تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق سرکار مفتیِ اعظم ہند سے استفتا ہوا، استفتا (سوال) کا مضمون کچھ اس طرح ہے:

"محرم میں (لوگوں نے) مشہور کر رکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہونی چاہیے اور ہرے کپڑے پہننا چاہیے اور روٹی کے بسکٹ کا لنگر اوپر سے لٹانا چاہیے اور قلاوہ (پٹّہ) جس میں سرخ اور ہرے گنڈے پڑے ہوتے ہیں، اس کو گلے میں پہننا چاہیے اور عطر وغیرہ نہ لگانا چاہیے اور عشرہ (دسویں محرم) تیرہ تک گھر میں جھاڑو نہ دینا چاہیے اور کام بھی چھوڑ دینا چاہیے۔"

حکم فرمایا جائے کہ مذکورہ بالا کام درست ہیں؟

سرکار مفتیِ اعظم ہند اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ سب باتیں غلط ہیں۔ محرمیوں (محرم منانے والے) کے اختراع (ہیں) ایسا کہنے

---

(۱)-بہارِ شریعت، حصہ:۱۶، ص:٦٤٧، ج:۳، مکتبۃ المدینۃ دھلی۔

(۲)-فتاویٰ مصطفویہ، ص:٥٣٥، مفتیِ اعظم ھند اکیڈمی، دھمتری۔

اور کرنے والوں پر توبہ لازم (ہے)۔"[۱]

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ملاحظہ کریں۔

"ہندوستان کی مروّجہ تعزیہ داری بلا شبہہ بدعات و ممنوعات کا ایسا مجموعہ ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔"[۲]

حضور شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی لکھتے ہیں:

"تعزیے بنانا، انھیں باجے تاشے کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا، ان کی زیارت کرنا، ان کا ادب اور تعظیم کرنا، انھیں سلام کرنا، انھیں چومنا، ان کے آگے جھکنا اور آنکھوں سے لگانا، بچوں کو ہرے کپڑے پہنانا، گھر گھر بھیک منگوانا، کربلا جانا وغیرہ شرعًا ناجائز و گناہ ہیں۔"[۳]

اجمل العلما حضرت مفتی اجمل شاہ سنبھلی فرماتے ہیں:

"عرف و رواج میں جس کا نام تعزیہ داری ہے، وہ بکثرت ممنوعاتِ شرعی (جو چیزیں شرعًا ناجائز ہوں) پر مشتمل ہے تو ایسی تعزیہ داری ناجائز ہے۔"[۴]

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

"محرم میں ڈھول تاشہ بجانا اور ماتم کرنا حرام و ناجائز ہے اور مسجد کے قریب ان کا بجانا اشد حرام اور شرم ناک جرأت ہے۔"[۵]

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"مروجہ تعزیہ داری، ڈھول، تاشا، باجا وغیرہ یزیدیوں کی نقل اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔ یہ ناجائز و حرام ہے۔"[۶]

---

(۱)-فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۵۳۲، مفتیِ اعظم ہند اکیڈمی، دھمتری۔
(۲)-خطباتِ محرم، ص: ۴۷۱، کتب خانہ امجدیہ، دہلی۔
(۳)-شمعِ ہدایت، ص: ۳۰، ج: ۳۔
(۴)-فتاویٰ اجملیہ، ص: ۸۳، ج: ۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔
(۵)-فتاویٰ اجملیہ، ص: ۳۷، ج: ۴، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی۔
(۶)-فتاویٰ فیض الرسول ص: ۵۱۰، ج: ۲، براؤں شریف، بستی۔

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"فی زمانہ مروّجہ تعزیہ بہت سے محرّمات اور خرافات پر مشتمل ہے، اس لیے مروّجہ تعزیہ داری ناجائز ہے۔"(۱)

بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

"چوک (امام باڑہ) اور تعزیہ داری سب ناجائز ہے، اس لیے وہاں فاتحہ دینا ناجائز ہے۔"(۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مروّجہ تعزیہ اور قوّالی جائز نہیں۔"(۳)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں:

"تعزیہ کا جلوس، آگے پیچھے ڈھول، تاشا، باجا، گاجا، فلمی گیت، جان دار کی تصویر، عورتوں کا ہجوم، اور اسی طرح کے دیگر خرافات جو آج کل تعزیہ داری میں کیے جاتے ہیں، ناجائز و حرام ہیں۔"(۴)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مسلمانانِ اہلِ سنت پر لازم ہے کہ اس قسم کی تعزیہ داری (مروّجہ تعزیہ) میں کسی طرح ہرگز شریک نہ ہوں اور نہ اپنے اہل و عیال کو شرکت کی اجازت دیں، ورنہ گنہ گار مستحق عذاب نار ہوں گے۔"(۵)

حجۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت مفتی محمد ظلّ الرحمٰن ضیائی بھاگل پوری کا فتویٰ ہے:

"مروّجہ تعزیہ سراسر ناجائز اور خالص فضول خرچی ہے۔"

حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "خطبات محرم، ص:۴۷۴ تا ۴۶۹ پر مروّجہ تعزیہ اور دیگر مراسمِ محرم کی حرمت و قباحت سے متعلق جو فتویٰ نقل کیا ہے،

---

(۱)-فتاویٰ نعیمیہ، ص: ۷۳۰، ۷۷٤، مکتبہ جامِ نور، دھلی.

(۲)-فتاویٰ بحر العلوم، ص:٤٤٦، ج:٥، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف.

(۳)-فتاویٰ بحر العلوم، ص:٤٤٧، ج:٥، امام احمد رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۴)-فتاویٰ فیض الرسول، ص:٥١٢، ج:٢، براؤں شریف، بستی.

(۵)-فتاویٰ فیض الرسول، ص:٥١٣، ج:٢، براؤں شریف.

اس پر تقریباً ۵۷ر جلیل القدر علما اور مفتیانِ عظام کے دستخط اور تصدیقات موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروّجہ تعزیہ کے حرام و ناجائز ہونے پر علمائے کرام کا اجماع و اتفاق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے ہندو پاک کی مروّجہ تعزیہ داری سے متعلق باضابطہ ایک رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام "أعالی الإفادة فی تعزیة الهند و بیان الشهادة" رکھا ہے۔ اس مفید رسالے میں آپ نے تعزیہ اور محرم کے دیگر ناجائز مراسم و امور کے بارے میں بڑے مفصل اور مدلل انداز میں شریعت مطہرہ کے احکام بیان کیے ہیں۔ یہ مبارک رسالہ "فتاویٰ رضویہ مترجم" کی جلد ۲۴ر اور "غیر مترجم فتاویٰ رضویہ" کی نویں جلد میں موجود ہے۔ اس رسالے کے چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

شیعوں کی مجلسِ مرثیہ خوانی میں شرکت:-

"مجلس مرثیہ خوانی اہلِ شیعہ میں اہلِ سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا حرام ہے۔"(۱)

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا:-

آج کل محرم شریف کے پہلے عشرے میں مسلمان تعزیہ بناتے ہیں اور تعزیہ کے سامنے نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اسی طرح امام باڑہ کے پاس بھی نیاز و فاتحہ دیتے ہیں۔

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا فتویٰ ملاحظہ کریں۔

سوال:- تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض (درخواست) بہ امیدِ حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیتِ بدعت حسنہ اس کو داخلِ حسنات (نیکیوں میں داخل) جاننا کیسا ہے؟

جواب:- افعالِ مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں، بدعتِ سیئہ (بری بدعت جس کا کرنا حرام و گناہ اور باعث گمرہی ہے) و ممنوع و ناجائز ہیں۔(۲)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"شیرینی و حلوہ، تعزیہ ہائے کہ مردم روبروئے آں پیش کش نہند، مکروہ است۔"(۳)

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ مترجم، ص:۵۲۲، ج:۲۴، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔

(۲)-فتاویٰ رضویہ مترجم، ص:۵۲۷، ج:۲۴، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔

(۳)-فتاویٰ عزیزی، ص:۱۰۶، ج:۲، رحمٰن پبلیکیشنز، پشاور، پاکستان۔

ترجمہ:- تعزیہ کے سامنے لوگ جو شیرینی اور حلوہ رکھتے ہیں (اور اس ہیئت کے ساتھ فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں) یہ مکروہ ہے۔

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم:-

آج کل جو شہادت نامہ (امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت سے متعلق منظوم کتاب) پڑھا جاتا ہے، اس میں اکثر غلط سلط روایات اور بے سر و پیر کی باتیں ہوا کرتی ہیں، اس قسم کا "شہادت نامہ" پڑھنا ناجائز و گناہ ہے۔ ہاں! شہادت نامہ صحیح روایات اور درست واقعاتِ کربلا پر مشتمل ہو تو اسے پڑھنا جائز ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"کتب شہادت (شہادت نامہ) جو آج کل رائج ہے اکثر حکایات موضوعۃ (گڑھی ہوئی حکایتیں) و روایات باطلہ (غلط روایتیں) پر مشتمل ہیں، یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا، سننا سب گناہ و حرام ہے۔"[1]

"ذکر شہادت شریف جب کہ روایاتِ موضوعہ و کلماتِ ممنوعہ (گڑھی ہوئی روایتیں اور ناجائز باتیں) و نیتِ نامشروعہ سے خالی ہو اسے پڑھنا اور سننا عین سعادت ہے۔"[2]

مجلسِ اہلِ بیت منعقد کرنا:-

"جو مجلسِ ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلِ بیت کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی ہو جس میں روایاتِ صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مناقب و مدارج (فضیلت، تعریف و توصیف اور مرتبہ) بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امورِ مخالفۂ شرع (یعنی اس مجلس کا مقصد ماتم کرنا، غم کو تازہ کرنا نہ ہو) سے یکسر پاک ہو، فی نفسہٖ حسن و محمود (اچھی چیز) ہے۔"[3]

لنگر کھانا، بانٹنا جائز اور لنگر لٹانا ناجائز ہے:-

"لنگر کھانا، کھلانا اور بانٹنا بھی مندوب (مستحب) و باعث اجر (ثواب کا کام ہے۔) مگر

---

(١)-فتاویٰ رضویہ، ص:٥١٧، ج:٢٤، برکات رضا، پور بندر، گجرات.

(٢)-فتاویٰ رضویہ، ص:٥١٧، ج:٢٤، برکات رضا، پور بندر گجرات.

(٣)-فتاویٰ رضویہ، ص:٥٢٢، ج:٢٤، برکات رضا، پور بندر گجرات.

لنگر لٹانا یہ منع ہے کہ اس میں رزقِ الٰہی کی توہین ہے۔"(۱)

سبیل لگانا:-

"پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ، ثواب رسانیِ ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو (خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ائمۂ اہل بیت و شہدائے کرام کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے ہو) بلا شبہہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

إذا كثرت ذنوبك فاسق الماء علیٰ الماء يتناثر كما يتناثر الورق من الشجر فی الريح العاصف.(۲)

ترجمہ:- جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی ملا، گناہ جھڑ جائیں گے۔ جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے جھڑتے ہیں۔

فقیر اور پیک بننا:-

"پیک بننا نری نقالی اور بے ہودہ و بے معنیٰ ہے (یعنی بے ہودہ اور بے مطلب کام ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے) اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوں ہی فقیر بن کر بلا ضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام (ہے)۔

اور (پیک بننے کی) وہ منت مانی کہ دس برس ایسا کریں گے، سب مہمل و ممنوع ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لا نذر فی معصية (گناہ کے کام میں نذر نہیں)(۳)

ہمارے یہاں بھاگل پور، بانکا، بہار کے علاقوں میں پیک کو "پیکر" بھی کہتے ہیں۔

علَم، ڈھول باجہ اور کھیل تماشا:-

"یوں ہی عَلَم، تعزیے، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب بے ہودہ و بدعت و ممنوع ہیں۔"(۴)

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ص:۵۲۱، ج:۲۴، برکات رضا، پور بندر گجرات.

(۲)-فتاویٰ رضویہ، ص:۵۲۱، ج:۲۴، برکات رضا، پور بندر گجرات.

(۳)-فتاویٰ رضویہ، ص:۳۶، ج:۹، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۴)-فتاویٰ رضویہ، ص:۳۶، ج:۹، رضا اکیڈمی، ممبئی.

مرثیہ وماتم کا شرعی حکم:-

”یوں ہی مرثیے کہ رائج ہیں، سب ناجائز و حرام ہیں۔ حدیث میں ہے: ”نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن المراثی.“ (اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا) چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے .... حَسَّنْ حُسَّیْن بہ تشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے۔“(۱)

ماتم، چڑھاوا اور مصنوعی کربلا جانا:-

”علم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا جانا، یہ سب باتیں ناجائز و گناہ ہیں۔“ (۲)

محرم میں کالے اور ہرے کپڑے پہننا:-

”یوں ہی عشرۂ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں، یہ بھی سوگ کی غرض سے ہے۔ عشرۂ محرم میں تین رنگوں سے بچے، سیاہ، سبز، اور سرخ۔“(۳)

امام قاسم کی مہندی:-

”تعزیہ، مہندی، شب عاشورا کو روشنی کرنا بدعت و ناجائز ہے۔ حضرت سیدنا امام قاسم کے ساتھ کربلا میں سیدنا امام حسین کی صاحب زادی کی شادی کا واقعہ ثابت نہیں ہے، کسی نے گڑھا ہے۔“ (۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی نصیحت:-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق جو قیمتی افادات اور شرعی احکام صادر فرمائے، آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب لگے ہاتھوں امام

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ص:۳٦، ج:۹، رضا اکیڈمی، ممبئی.

(۲)-فتاویٰ رضویہ، ص:٤۹٦، ج:۲٤، برکات رضا، پوربندر، گجرات.

(۳)-فتاویٰ رضویہ، ص:٤۹٥، ج:۲٤، برکات رضا، پوربندر، گجرات.

(۴)-فتاویٰ رضویہ، ص:٥۰۰، ج:۲٤، برکات رضا، پوربندر، گجرات.

موصوف کی یہ نصیحت بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ یہی نجات کا راستہ ہے اور اسی میں دنیاو آخرت کی کامیابی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں یہ شنیع (بہت زیادہ بری) حرکت؟ کاش! اللہ عزوجل ہمارے بھائیوں کو سمجھ دیتا کہ ہزاروں روپے جو یوں "نیکی برباد، گناہ لازم" میں تباہ کرتے (ہیں) انھیں حضرات شہیدانِ پاک کے نام پر تصدق (صدقہ) کرتے، مساکین کو دیتے، جاڑے میں ان کے لحاف، رضائی، گرم کپڑے بناتے (اور غریب و مسکین کو پہناتے) وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ (نیک کام) کرتے تو کتنا بہتر ہوتا اللہ ہدایت دے۔ آمین۔"(۱)

آخری بات:-

تعزیہ اور محرم کے دیگر مراسم و اعمال بالعموم محلے کے بااثر لوگوں کی نگرانی میں انجام دیے جاتے ہیں۔ اگر پنچایت کے ذمہ دار حضرات اور گاؤں کے بڑے اور مکھیا منتری لوگ چاہیں تو بڑی آسانی سے تعزیہ وغیرہ کا غیر شرعی اور ناجائز طریقہ ختم ہو سکتا ہے۔

مسلم سماج کے جو بڑے بڑے لوگ اپنی نگرانی میں تعزیہ کا جلوس نکلواتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں، وہ اگرچہ تعزیہ میں شریک نہ ہوں لیکن اس مجرمانہ خاموشی کی بدولت وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے: لوگ اپنے درمیان برائی دیکھے اور قدرت کے باوجود دوسرے کو اس برائی سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ سب کو اس کا عذاب دے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی) ۱۰/ دسمبر ۲۰۱۳ء بروز منگل

Mob:-09621219786

---

(۱)-فتاویٰ رضویہ، ص:۳۷، ج:۹، رضا اکیڈمی، ممبئی۔